لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 12, 1913.

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد الکلام آزاد الدہلوی
مقام اشاعت
٧ _ ١ ملاوڈ اسٹریٹ
کلکته
قیمت
سالانه ٨ روپیه
ششماہی ٤ روپیه ١٢

نمبر ٢٠-٢١ | کلکته : چهار شنبه ١٢ · ٩ ذی الحجه ١٣٣١ هجری | جلد ٣
Calcutta: Wednesday, November 12 & 19 1913.

فہرست

شذرات	
رفتار سیاست	١
مقالۂ افتتاحیه	
یوم الحج	٥
مطبوعات جدیده	
دي کانپور موسک وغیره	١
انتقـاد	
مجالس ذکر مولد (صلعم)	٣
مذاکرۂ علمیه	
نقد علوم و معارف	٥
وثائق و حقایق	
باب التفسیر	٧
شئون عثمانیه	
دولت علیه کا مستقبل	١١
برید فرنگ	
شورش و اضطراب هند	١٢ - الف
هندوستان میں انارکزم	١٢ - ب
مسئلۂ عمان	١٢ - ج
مقالات	
آیرلنڈ هوم رول بل	١٣
مراسلات	
مصالحۃ مسئلۂ اسلامیه کانپور	١٦
جلسۂ لکھنؤ	١٦
مسئله صلح کانپور اور الهلال	١٥
مصالحۃ کانپور	١٧
کانپور کي ایک یادگار رات	١٨
مصالحۃ مسئله اسلامیه کانپور	١٩
عید اضحی اور انجمن خدام کعبه	٢٠

تصـــاویـــر

یوم الحج	د - تا - ل
انجمن هلال احمر رنگون	٢٢ - الف
شهزاده عمر فاروق افندي	١٢ - ب
حضرت الا میر سلطان تیمور	١٢ - ج
ملکۂ الزیبتھه	١٢ - د
شاه هنري چهارم	ایضاً

[بقیه مضمون صفحه ٤ کا]

جتنے هڑتال کرنے والے گرفتار کیے گئے تھے' سب کانوں میں بهیجدیے گئے هیں - هندوستاني ابهي تک اپنے ارادے پر ثابت قدم هیں اور کام کے لیے حاضري دینے سے انکار کرتے هیں - ان پر غیر حاضري کا جرم قائم کرکے قید سخت کي سزا دیجا رهي هے اور اسطرح ان سے کانوں میں کام لیا جا رہا هے - ڈنڈي کے مجسٹریٹ مسٹر جے - ڈبلو کروس اور نیوکیسل کے مجسٹریٹ ڈي - جي - جیلیس نے اعلان کیا هے که جو هندوستاني کام کرنے سے انکار کرینگے' وہ بهوکے مارے جائیں گے اور جیل کے قواعد کي رو سے انکو کوڑوں سے کام کرنے پر مجبور کیا جائیگا - بیلنگھم نیوي کیشن اور کیمبرین کي کانوں میں هزاروں هندوستاني باقاعدہ کوڑوں سے مارے گئے - کوڑوں کے علاوہ گولیاں بهي چلائي گئیں جن سے دو آدمي سخت زخمي هوے - ان مصیبت زدوں کو پناہ دینے سے مجسٹر یٹوں نے صاف انکار کر دیا هے اور اعلان کر دیا هے که جو شخص مجسٹریٹ کے پاس داد رسي کے لیے کان چهوڑ کر آئیگا' اس پر بهاگنے والے قیدي کي حیثیت سے فائر کیا جائیگا - فوج جو لکڑیوں سے مسلح هے' ان مقاومت مجهول کرنے والوں پر نهایت وحشیانه طریقه سے حملے کر رهي هے ' جو ساحلي ضلعوں میں هیں "

مسٹر گوکهلے کو ایک دوسرے تار سے معلوم هوا هے که والکسریست کے هڑتالیوں پر نهایت وحشیانه طریقے سے حملے هو رهے هیں - کام لینے والے راشن دینے سے انکار کرتے هیں اور باهر سے هر قسم کي خبر رساني اور رسد رساني بهي روکدي گئي هے - مگر تمام هڑتالی جنکي تعداد دو هزار هے' ابتک ثابت قدم هیں -

(آخـــر الانبـــاء)

مسٹر گاندهي نے ولکرسٹ کي عدالت میں بیان کیا که انهوں نے اپنے ارادے کي اطلاع وزیر داخلیه کو کردي تهی اور ولکرسٹ کے دفتر کے مهاجرین کو اپنے عبور کي تاریخ سے بهي مطلع کردیا تها - انهوں نے عدالت کو یقین دلایا که ٹرانسوال میں قیام کي غرض سے ایک هندوستاني کا غیر قانوني داخله موجودہ تحریک سے کوئي تعلق نهیں رکهتا -

وہ جانتے هیں که جو کارروائي انهوں نے شروع کي هے وہ انکے متبعین کے لیے بڑے سے بڑے خطروں اور سخت شخصي مصائب سے بهري هوئي هے' مگر انکو یقین هے که سخت مصائب کے علاوہ اور کوئي شے نهیں جو یونین گورنمنٹ اور اسکے رهنے والوں کے ضمیر کو جنبش میں لاسکے -

مسٹر کیلین بیچ کو تین ماہ کي سزا هوگئي - مسٹر پولک ابهي تک حوالات میں هیں -

شذرات

یـــوم الحــج اور " حـــزب الــلـه "

نویـــد فـتـح و مـــژدۂ قبـول !!

مــژدۂ صبــح دریـن تـیـرہ شبــانم دادنــد * شمع کشتند وز خورشیــد نشــانم دادنـد !
رخ کشودنـد و لـب هرزہ ســرایم بستنــد * دل ربودنـد و دو چشــم نـگرانــم دادنـد !

پہلے سال عید الفطر اور عید اضحی کے موقعہ پر مناسب وقت مقالات افتتاحیہ لکھنے کي توفیق ملي تھي - اس سال عید الفطر بھي خــالي گئي اور افسوس کہ عیــد اضحی کے موقعــہ پــر بھي طبیعت کي افسردگی نے کروٹ نہ لي ' حالانکہ دل شوریدہ کے ماتم و شیون کا اصلي موسم یہي تھا -

ادھر کچھہ عــرصے سے طبـیعت گم ھے ' اور ســراغ راہ ناپیـد - گم گشتگي پہلے بھي تھي مگر کبھي کبھي خبر بھي آجاتي تھي - اب یہ بھی نہیں :

بازاے دل باکہ می باشي کہ با ما نیستي !
درکجائي ' چند روزے شد کہ پیدا نیستي !

مضامین باعتبار مواد و اصول نگارش دو طــرح کے ھوتے ھیں - ایک صورت تو یہ ھے کہ عام واقعات و حوادث کے متعلق افکار و آرا کا اظھــار کیجیے ' یا کسي علمي و دیني موضوع پر بحث کیجیے - اسکے لیے تلاش و رجوع کتب کي ضرورت ھوتي ھے - یا پھر اپني یاد داشت اور حافظہ کي معلومات کي - اکثر لوگ تو اسکے لیے بھي فراغ خاطر اور جمعیت و سکون طبع کے محتاج ھوتے ھیں کہ دماغ ٹھکانے نہیں تو قلم و مداد کي صحبت کیسے گوارا ھو؟ مگر سچ یہ ھے کہ اگر دماغ مناسب ھو اور توفیق مبدء فیاض رفیق ' تو اسکے لیے نہ تو فــرصت کي ضــرورت ھے نہ صحت کي - نہ دن کي شورش اسکے لیے مخل ' نہ رات کي سرگــراني اسمیں حائــل - نہ تو پریشاني خاطــر اسکو روک سکتي ھے اور نہ شورش طبع مانع ھوتي ھے - ھر وقت کسي نہ کسي طــرح کام کیا جاسکتا ھے اور میرا تجربہ و عمل یہي ھے -

الحمد للہ کہ پریشاني و غموم و ھموم کے سخت سے سخت مواقع میں بھي مبحے قلم جواب نہیں دیتا - وقت کي کمي کو کبھي بھي میں نے عدم تحریر و تالیف کیلیے عذر نہ سمجھا ' اور جمعیۃ خاطر کا اس بارے میں ابداً قائل نہیں - یہ ایک فضل و کرم رباني ھے ' ورنہ اگر اپنے کاموں میں جمعیۃ خاطر اور فرصت و سکون کا محتاج ھوتا ' تو شاید چھہ مہینے کے بعد بھي ایک سطر لکھنے کي بمشکل امید ھوتي - کیونکہ میري زندگي بہ حسب اصطلاح زمانہ ' دلجمعی و فراغ خاطــر کے اسباب سے بکلي محروم ھے - میرے لیے سرور و انبساط دائمي طور پر مفقود ھیں - میں ایک نا آشنائے مسرت اور دائم الحزن زندگي رکھتا ھوں ' اور اپنے فیصلۂ حیات پر شاکر اور اپني حالت پر قانع ھوں - اُس نے اس حیات مستعار میں جو کچھہ دے رکھا ھے ' یہ بھي اسکا فضل ھے - جتــنا کچھہ نہیں ھے ' اسکا حق بھي کیسے تھا کہ گلہ و شکوہ ھو ؟ دنیا میں آتے ھوئے ھم سے کچھہ معاھدہ نہیں کیا گیا تھا کہ تمھاري ھر امید اور ھر خواھش پوري کر دي جائگي ؟

کلید بستگي قست غـم ' بجــوش اے دل !
تو کر چنین نہ گدازي ' گــرہ کشاے تــو کیســت ؟

لیکن دوسري قسم اُن مضا مین کی ھے جو باصطلاح قدیــم و محجوب ' دماغ سے نہیں بلکہ دل سے تعلق رکھتے ھیں - جنکے لیے دماغ کي کاوش نہیں بلکہ دل کا جوش مطلوب ھے - جو حواس کي جگہ جذبات و عواطف کے تابع ھیں - جنکے لکھنے کیلیے بہترین وقت وھي ھوتا ھے جب دماغ لا یعقل مگر دل ھوشیار ھوتا ھے - اور جنکے لیے شرط اولین یہ ھے کہ ادراک و حواس کو بالکل معطل کر دیجیے اور از سر تا پا پیکر جذبات مختفیہ و مجسمۂ حسیات قلبیہ بن جائیے کہ دل کے کار و بار کي رونق کیلیے بازار خرد و ھوش کي ویراني ضرور ھے !

اس قسم کي چیزیں البتہ وقت اور حالات پر موقوف ھیں - ضرورت سے متاثر نہیں - جب تک چولھے میں آگ نہو ' دیگ سے دھواں نہیں اٹھــہ سکتا - یہ آگ اپنے اختیار میں نہیں - کبھی خود بخود بھڑک اٹھتي ھے اور کبھي ھزار ھوا دیجیے ' ایک چنگاري بھي میسر نہیں آتي -

اسکي مثال یوں سمجھیے کہ کبھي موسم خزاں میں دل کا کوئي مخفی جوشش بہار اسطرح آپکو مترنم کر دیتا ھے کہ خود بخود گنگنانے لگتے ھیں ' اور کبھي طبیعت اسطرح افسردہ ھوتي ھے کہ عروس بہار کو با ھمہ عشوہ ھاے تمکین ربا سامنے دیکھکر بھي شگفتہ نہیں ھوتي - اسکے بھي اسباب و محرکات ھیں ' مگر وہ نہیں جنسے دماغ و ادراک قوت و استعداد جلب کرتا ھے - وہ کچھہ دوسرے ھي محرکات ھیں ' اور جب تک انکا اشارہ نہو ' دل کي موسیقي کا تار مترنم نہیں ھوسکتا :

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھہ ادھر کا بھي اشارہ چاھیے !

میري حالت اس بارے میں بالکــل بے اختیارانہ ھے - ضرورت ھر طرح کا کام اپنے وقت پر کرا لیتي ھے ' مگر اپني پسند اور خواھش جس شے کو ڈھونڈھتي ھے ' وہ دوسرے ھي کے قبضہ میں ھے :

زمام خاطر ما بستۂ تصرف تست
اگر یقین نداري بامتحان برخیز !

ارادہ تھا کہ اس موقعہ پر کچھہ لکھونگا مگر نہ لکھہ سکا - البتہ اسکي جگہ توفیق الھي نے اس سے اھم تر بلکہ اصل مقصود کي طرف اقدام عمل کا سامان بہم پہنچا دیا ' یعني یوم الحج اور عید اضحی کي مقدس یاد کے ساتھہ جماعۃ " حزب اللہ " کي تکمیل تا سیس متشکل و متمثل ھوکر نمودار ھوئي ' اور میں نے دیکھا کہ الحمد للہ اب اسباب سکوت بکلي مرتفع ' موانع اقدام یکسر

مفقود ' اور استعداد طبع و آمادگی قلب بہمہ وجوہ مضطرب کار ہے - اور جو جمال مقصود نظارۂ یک نفس دکھلاکر مستور و محجوب ہوگیا تھا ' اب پھر با ہزاراں دلفریبی و رعنائی ' و با یک شہر دلنوازی و زیبائی ' پردہ بر افگن نظارۂ امید ' و چہرہ بر افروز آرزوے دید ہے !

بازم از نو خم ابروے کسی در نظر ست
سلخ ماہ دگر و غرۂ ماہ دگرست !!

اس ماہ مقدس ' اس یوم مبارک ' اس آوان سعید میں ' جبکہ دشت حجاز کے ایک ایک ذرہ سے " لبیک ! لبیک ! اللھم لبیک !! " کی صدائیں اٹھہ رہی ہونگی ' جبکہ لاکھوں انسان کسی کی تلاش میں مجنون وار دشت پیما ' اور کسی کے شوق میں والہانہ و مضطربانہ ' سرو پا برہنہ ' جسم پر کفنی لپیٹے ہوے " موتوا قبل ان تموتوا " کی یکسر تصویر ہونگے ! جبکہ اُس مسلم اول ' اُس مومن قانت ' اُس پیکر خلت ' اُس کشتۂ عبودیت ' اُس جاندادۂ محبت ' یعنی اُس (خلیل اکبر) کی صدائے عشق فرما ابراھیم کدۂ حجاز کی ھر ھستی مضطر کے اندر سے " انا الحی بالحی الذی لا یموت " کے معنی حیات کو اشکارا کر رہی ہوگی کہ :

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگرست

غرضکہ ایسے یوم عظیم و وقت سعید میں کیونکر ممکن تھا کہ طالع کار خفتۂ غفلت رہتا ' اور طلیعۂ مقصود پردۂ فراموشی سے طالع نہ ہوتا ؟ پس فیضان الہی نے عین وقت پر دستگیری کی ' اور جبکہ موانع راہ و عدم تہیۂ اسباب سے میں یکسر انتظار تھا ' تو نوید فتح باب ' اور بشارۂ آغاز کار توقیع قبولیت لیکر اس طرح امید نواز قلب مشتاق ہوی کہ چشم حیران نظارہ نے مقام ابراھیم کی صلوۃ طواف ' ما بین الصفا و المروہ کے سعی ' یوم الترویہ کی صدا ھاے تہلیل ' قربانگاہ منی کے سیلاب خونین ' عرفہ کے قیام ' جبل عرفات کے اجتماع ' مزدلفہ کے وقوف ' اور طواف الوداع کے ھجوم میں عروس مقصود کو بے حجاب دیکھہ لیا !

و اللہ لولا خشیۃ الناس و الحیا
لما نقتہا بین المقام و زمزما

لبیک لبیک ' اللھم لبیک ' لا شریک لک لبیک ' ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک ! اللھم انک دعوت عبادک الی بیتک الحرام وقد جئت طائعا لامرک ' فاغفرلی و ارحمنی یا ارحم الراحمین ! اللھم یا رب ھذا البیت العتیق ! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و امھاتنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنیا والاخرہ ! اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا ' و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرہ !!

* * *

پس اب آغاز عمل ہے اور شورش کار ' امتحان راہ در پیش ہے اور مشکلات امور سامنے ' تحریراً جو کچھہ کرنا ہے وہ خاتمۂ سخن کے دو نمبر ہیں ' جن میں سے ایک آجکی اشاعت میں اور دوسرا اشاعت آیندہ میں شائع ہوگا کہ دلوں کی افسردگی و خموشی ذرا دور ہولے - اسکے بعد جو کچھہ ہے اصل کار کا آغاز ہے : و تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا ' و العاقبۃ للمتقین -

آج کے مقالۂ افتتاحیہ کا کچھہ حصہ کسی گذشتہ اشاعت میں بھی شائع ہوچکا ہے لیکن بقیہ مضمون کی اشاعت اُس وقت روک دی تھی - چونکہ سلسلۂ بیان کیلیے وہ ٹکڑا ضروری تھا اسلیے آج اتنا حصہ مکرر شائع کیا جاتا ہے تاکہ بلا زحمت رجوع پیش نظر آجائے :

یارب دل پاک و جان آگاھم دہ !
آہ شب و گریۂ سحر گاھم دہ !

در راہ خود اول ز خودم بیخود کن !
و انگہ بیخود زخود بخود راھم دہ !

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

اس ھفتے مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کی مصالحۃ کے متعلق صیغۂ مراسلات میں متعدد مکاتیب و مضامین بالا قتباس درج کیے گئے ہیں - یہ اُنکے علاوہ ہیں جنکی اشاعت کسی وجہ سے غیر ضروری تھی - صرف ایک اھم مراسلۃ باقی رھگئی ہے - نیز جناب مولانا عبد الباری کے ایک تازہ گرامی نامہ کا کچھہ حصہ ' یہ دونوں آیندہ اشاعت میں درج ہونگے -

میں اسے کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ خیالات کے اعلان کو روکا جاے اور شکایتوں کا علاج یہ تجویز کیا جاے کہ شکایتوں کے وجود سے انکار ہو !

موافقت جیسی کچھہ اور جتنی کچھہ ہے ' عام اور آشکارا ہے - پس مقدم امر یہ ہے کہ جو مخالفانہ آرا ہوں ' وہ بھی ایک مرتبہ پوری طرح سامنے آجائیں - اسکے بعد فہم و تفہیم کی کوشش کرنی چاھیے -

میں نے گذشتہ اشاعت میں عرض کیا تھا کہ فکر مستقبل کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرونگا - لیکن افسوس کہ بعض امور جنکا علم و تصفیہ قبل از اظہار راے ضروری ہے ' اب تک صاف نہیں ہوے - اسلیے اس ھفتے تمام مراسلات متعلق مسئلہ کانپور شائع کردیتا ہوں - آیندہ ھفتے جو کچھہ اختتامی طور پر عرض کرنا ہے عرض کرونگا -

النبـاء الالیـم !

جنوبی افریقہ میں بد بختان ھند کے مصائب اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانیت کیلیے ماتم کبری اور عدل و انصاف کیلیے مصیبۃ عظمی ہے ! کیا عجیب انقلاب حالت ہے کہ جن لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے بہانے انگلستان نے ٹرانسوال کے لاکھوں نفوس جنگ بوئر میں قتل کیے تھے ' آج انہی سے جیل خانے آباد ہیں اور کوی نہیں جو انکی فریادوں پر کان دھرے ! دس برس سے زیادہ زمانہ گذر گیا کہ یہ آوارگان غربت مورد مصائب و الم ہو رہے ہیں - نہ تو انگلستان کی شہنشاھی کچھہ اپنے اثر سے کام لے سکتی ہے ' اور نہ حکومت ھند کے پاس انکے زخموں کیلیے کوئی مرھم ہے :

فریاد کہ ھر کس باسیری فتد ' او را
شرط ست کہ از خویش و وطن دور فرو شند !

کسی دوسری جگہ بعض ضروری تلغرافات کا خلاصہ درج کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات سے تو آجکل روزانہ اخبارات کے صفحوں کے صفحے رنگے ہوتے ہیں - مجھے اپنے اخوان ملت سے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اس موقعہ پر اپنے ھم وطنان دور و مھجور کی خبر لیں - آج تک جو ضلالت و غفلت مسلمانوں کے سیاسی مذاق پر چھائی ہوئی تھی ' اسکا سب سے بڑا درد انگیز نتیجہ یہ تھا کہ ملک کی فلاح و بہبود کی طرف سے انہوں نے بالکل انکھیں بند کرلی تھیں ' اور اس اصلی شرف خدمت ملک و وطن کو صرف ھندؤں کے لیے چھوڑ دیا تھا - انکو سمجھایا گیا تھا کہ " مسلمانوں کا پالیٹکس صرف ھندؤں سے لڑنا اور اپنی علحدہ قومیت کو قائم کرنا ہے اور بس " اسلیے وہ ھمیشہ سمجھتے رہے کہ ملک و اھل ملک کی خدمت سے انہیں کوئی واسطہ نہیں -

لیکن الحمد اللہ کہ اب حالت پلٹی ہے اور مسلمانوں نے بھی ملکی سیاست کے مفہوم کو سمجھنا شروع کیا ہے - ضرور ہے کہ وہ اپنی تغیر حالت کا اب قدم قدم پر ثبوت دیں اور ملک و اھل

ملک کي هر خدمت میں اپنائے وطن سے بڑھکر حصہ لینے اور سب سے اگے رهنے کي کوشش کریں - تاکہ اس طرح انکي پچھلي غفلت و معصیت ملکي کا کفارہ هو -

جنوبي افریقہ کے هندوستانیوں کا سوال تمام اهل ملک کیلیے پیام ماتم ہے - اسلام انسانیت اور اسکے حقوق کے احترام کا سب سے بڑا معلم ہے ' اسلیے اج مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس مصیبت کی ٹیس سب سے زیادہ هونی چاهیے - مصیبت زدگان افریقہ میں بکثرت مسلمان هیں مگر میں نہیں چاهتا کہ اسطرف زور دوں - بہر حال وہ انسان هیں ' مظلوم هیں ' اور پھر خاک هند کے فرزند ' پس هر شخص کو جو هندوستان میں بستا ہے ' اس ماتم میں حصہ لینا چاهیے -

وقت ہے کہ مسلمانان هند بزرگ ملک مسٹر (گوکھلے) کی اپیل کا دل کھولکر استقبال کریں - جہاں تک جلد ممکن هو ' هر شہر اور هر مقام پر اعانتي فہرستیں کھل جاني چاهئیں - ادارہ الهلال بھي وجہ اعانت کو وصول کرنے کیلیے طیار ہے -

فتنۂ اجودهیا

امسال عید قرباني الحمد للہ کہ بغیر کسی انساني قرباني کے بخیر و خوبی گذر گئی - اور خدا وہ دن جلد لاے کہ ملک کی تمام قومیں با همی نزاعات کی جگہ ' صرف اپنے ملک کی صلاح و فلاح هی کو اپنی قوتوں کا مصرف بنائیں -

(اجودهیا) میں ابکے قرباني حکماً روک دي گئی - میں نے یہ سنا اور اسپر چنداں افسوس نہوا ' کیونکہ بہت سے مسلمان خود بھی ارادہ کر رہے تھے کہ برضا و رغبت اس حق سے دست بردار هوجائیں - لیکن کہہ نہیں سکتا کہ شدت غم و غصہ سے میرے دماغ کا کیا حال هوا ' جب میں نے پڑھا کہ مسلمانان اجودهیا قرباني کے ماتم میں نماز عید سے بھی دست بردار هوگئے کہ اگر قرباني کو مجسٹریٹ روک سکتا ہے تو نماز کو هم بھی روک دیسکتے هیں :

همارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر !

مجھے معلوم نہیں کہ اجودهیا کے مسلمانوں میں پڑھے لکھے لوگ بھی هیں یا نہیں ' اور انہیں اپنے دین و مذهب کي بھي کچھہ خبر ہے یا نہیں ؟ بظاهر اس واقعہ سے تو یہي معلوم هوتا ہے کہ انکی مسلماني گوشت کھانے هي تک ہے اور بس -

ان جاهلوں سے کوئی پوچھے کہ عید کے دن قرباني کرنا امام ابو حنیفہ (رح) کے نزدیک واجب ہے ' اور ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت - احادیث کا تدبر بھي دوسرے هي مذهب کا موید ہے - پس اگر قرباني روکدي گئي تھي تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رهگئے تھے ' اور آسکي بھي آنکے سر کوئی پرسش نہ تھي ' کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے - پھر ایک عمل سنت کے اجباري ترک سے انھوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا ' اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبودیت جھکانے سے دیدہ و دانستہ کیوں باز رہے ؟

یہ کونسی عقل مندي ہے کہ اگر جیب سے ایک دھیلا گر جاے تو هاتھہ کی اشرفی بھی پھینک دي جاے ؟

رفتار سیاست

بالاخر دولت علیہ اور یونان میں بھي صلح هوگئي - صلح نامہ پر دستخط نصف شب کے بعد هوے - نزاع انگیز امور طے نہ هو سکے اور یہ اس صلحنامہ کا ایک ما بہ الامتیاز ضعف ہے کہ اهم امور کا تصفیہ ثالثي کے هاتھہ دیدیا گیا ہے -

یورپ کے سوا اور کون ہے جو پنچ بنسکتا ہے ؟ اسلیے ابھي اس داستان المناک کو ختم نہ سمجھنا چاهیے بلکہ اسکے تتمے یا یورپ کي نصفت پروري کي حکایت سننے کے لیے طیار رهنا چاهیے -

الباني حدود کا مسئلہ هنوز غیر منفصل ہے - یوناني و الباني حدود کی تعین کے لیے جو کمیشن بیٹھا تھا ' اسکے برطاني ممبر نے چند تجاویز پیش کي تھیں - ریوٹر کو معلوم هوا ہے کہ دول میں اسکے متعلق باهم مبادلۂ ارا هورها ہے - امید ہے کہ یہ تجاویز جلد اختیار کرلي جائیں گي ' کیونکہ آسٹریا اور اطالیا نے ان سے اتفاق کرلیا ہے -

حدود کے متعلق ایران و ترکی میں چند اختلافات تھے جنکے فیصلہ کے لیے قسطنطنیہ میں ایراني عثماني وکلاء کی ایک مجلس بیٹھی تھی - اب اس نے ایک عهد نامہ ترتیب دیا ہے - اس کی رو سے جنوبي سرحد شط العرب کے ساحل یسار کے پیچھے پیچھے جائیگی لیکن اس دریا میں ایران کے جہاز راني کے حقوق پر کوئي اثر نہیں پڑیگا -

حکومت ایران نے ۱۷ - نومبر کو برطاني اور روسي سفارتخانوں کو اطلاع دي ہے کہ اس عهد نامہ کي با قاعدہ تصدیق کرنا چاهتي ہے - اسکو امید ہے کہ اس باب میں ایراني فوائد و مصالح محفوظ رهینگے -

جنوبي افریقہ

بجرم عشق تو آم می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست !

۸ - نومبر یوم شنبہ کو تیسري مرتبہ مسٹر گاندهي قانون عهد نامہ نٹال کي خلاف ورزي کے جرم میں گرفتار هوے - گرفتاري کے بعد ڈنڈي بھیجدیے گئے - ڈنڈي کي عدالت میں مسٹر موصوف کے وکیل نے انتہائي سزا کي درخواست کي - عدالت نے ۱۱ - نومبر کو ساتھہ پونڈ جرمانہ کیا اور در صورت عدم اداے جرمانہ ۹ - ماہ کي قید - انھوں نے قید کو جرمانہ پر ترجیح دي !!

مسٹر گاندهي کے ساتھہ جسقدر اور اشخاص تھے ' وہ سب نٹال واپس بھیجدیے گئے جہاں گرفتار کرکے ڈان هاسر جلا وطن کر دیے گئے هیں -

مسٹر پولک اور مسٹر کیلین بیچ مسٹر گاندهي کے دست و بازو تھے - یہ دونوں بھي بجرم اعانت و اغوا گرفتار کرکے والکسرسٹ کے حوالات میں بھیجدیے گئے - ضمانت کي درخواست کي گئي مگر اس بنا پر نا منظور هوئي کہ دونوں صاف صاف آئندہ مدافعت میں حصہ نہ لینے کا وعدہ نہیں کرتے تھے -

نٹال انڈین ایسوسي ایشن سے مسٹر گوکھلے کو حسب ذیل تار موصول هوا ہے :

" مقاومت مجهول کے تمام لیڈر جیل بھیجدیے گئے هیں - گورنمنٹ نے کانوں کے احاطوں کو هنگامي قید خانے قرار دیا ہے -

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ اول ملاحظہ هو]

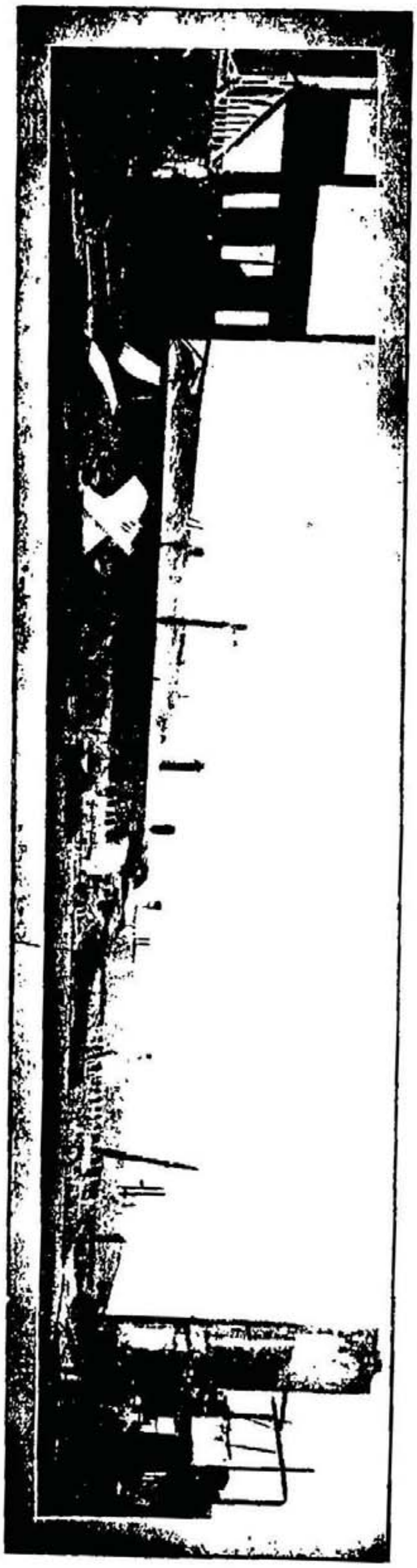

لندن کا ایک مشہور کارخانہ جس کو اسفراعدہ فدائیوں نے جلا کر برباد کردیا - لاکھوں روپیہ کا نقصان عظیم ۔

مشہور اقتراعیه ' جس نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں ملک معظم
کے گھوڑے کو پکڑلیا تھا -

ابڈ نبرا کے ریس کورس کي عمارت ' جس کو ایک اقتراعیه نے
آگ لگاکر جلا دیا -

یـــوم الـحـــج

اللـه اکبـر ' اللـه اکبـر ' لا اله الا اللـه و اللـه اکبـر ' اللـه اکبـر ' و للـه لحمـد !!

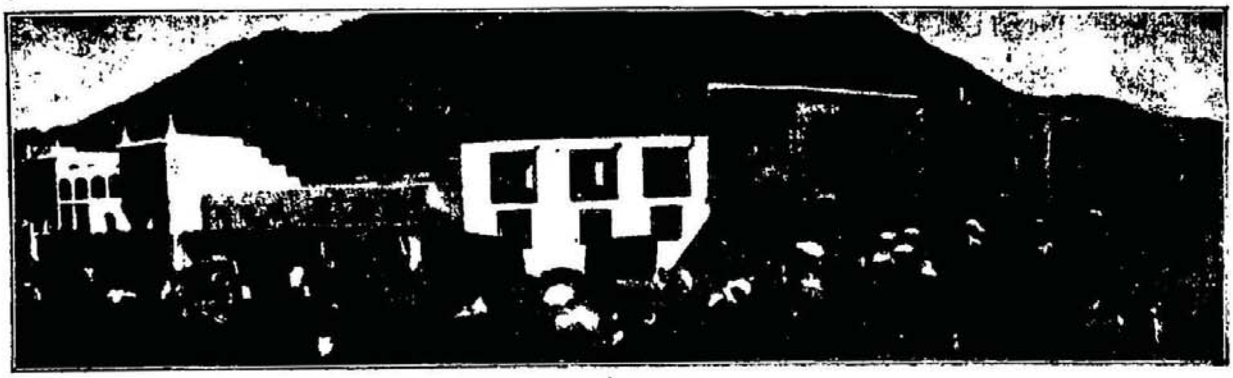

قافلۂ حجاج منی سے عرفہ جاتے ہوئے !

ذلـک یوعظ به ' من کان منکـم یـومن باللـه والیـوم الاخـر

الا ' ان حـــزب الـلــه هـــم الغــالبـون

۱۳۳۱ (۱) ھجری

خاتمـۂ سخن و اغـاز عـمـل

—]*[—

انمـــا ولـیکـم اللـــه و رسولـــه و الـــذین امنـــوا ' الذین یقیمـــون الصلـوة ویوتون الزکـــواة و هـــم راکـعـــون - و مـــن یـــتـــول اللـــه و رســـوله و الذین امنـــوا ' " فان حزب الله هـــم الغـــالبـــون "
(۵ : ۲۶)

اے مسلمانو! تمهارا دوست الله هے ' أسکا رسول ' اور وہ لوگ جو الله اور رسول پر ایمان لاچکے هیں ' جو صلوة الهي کو دنیا میں قائم کرتے ' اسکي راہ میں اپنے مال کو صـرف کرتے ' او سب سے زیادہ یه که هروقت اللـه اور اسکے حکموں کے آگے جهکے رهتے هیں - پس جو شخص الله ' الله کے رسول ' اور صاحبـان ایمان کا ساتهي هوکر رهیـگا ' تو یقین کرو که وہ "حزب الله" میں سے هے ' اور "حزب الشیاطین" کے مقابلے میں حزب الله هي کا بول بالا هونے والا هے !!

زشرح قصۂ ما رفت خواب از چشـم خاصان را
شب آخر گشتـۂ و افسانه از افسانه میخیزد !

—:*:—

و العصر ' إن الانسان لفي خسر ' الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات ' و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - قسم هے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کي ' جو پچهلے دور کو ختم کرتا ' اور نئے دور کي بنیاد رکهتا هے ' که نوع انساني کیلیے دنیا میں نقصان و هلاکت کے سوا کچهه نهیں - مگر هاں وہ نفوس قدسیه ' جو قوانین الهیه پر ایمان لائے ' اعمال صالحه اختیار کیے ' ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نهی عن المنکر کے ذریعه دین حق کی وصیت کرتے رهے ' اور نیز صبر و استقامت کی بهی انهوں نے تعلیم دي (۱۰۳ : ۴) اولئك علی هدی من ربهم ' و اولئك هم المفلحون (۲ : ۴)

یه هے جماعت "حزب الله" کا مقصد وحید ' جسے غالباً هر شخص دن میں ایک دو مرتبه نماز کے اندر ضرور پڑهتا هے ' اور یه هے خلاصه اسکے پیش نظر اغراض کا ' جو سورۂ "والعصر" کي صورت میں هر مسلمان کے آگے موجود هے - فمن شاء تخذ الی ربه سبیلا !

گذشته تمهید کي چار صحبتوں میں جو کچهه عرض کر چکا هوں ' اس سے بہت زیادہ عـرض کرنا تها ' مگر مناسب یه نظـر آیا که پہلے مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کردیے جائیں ' اور اسکے بعد انکي هر دفعه پر ایک مبستقل مضمون شائع کیا جاے :

مخاطب اند کے نازک مزاج ست
سخن کم گو ' که کم گفتن رواج ست

(۱) یه ایک عجیب حسن اتفاق هے که جس آیة کریمه کي بنا پر اس جماعت کا نام "حزب الله" رکها گیا هے ' اس آیة کریمه کے عدد بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ هیں ' اور یہي هجري سنه اس جماعت کي تاسیس کا هے !!

(تلاش مقصود)

ليکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور عرض کرونگا اور معافي خواہ هوں اگر آن احباب کرام کو شاق گذرے ' جو اب صرف اصل دفعات طریق عمل هي کے مشتاق هیں -

گذشته مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کرلیا هوگا که اس عاجز کا مقصد کیا هے ؟ آخري نمبر کے خاتمے کي سطور میں عرض کرچکا هوں که همکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشي هونا چاهیے ؟

دنیا کي بیماریاں همیشه یکساں رهي هیں اسلیے انکا علاج بهي اصولاً ایک هي هونا چاهیے - وہ جب کبهي متلاشي هوي هے ' تو اسکي تلاش اُس جستجو سے کبهي بهي مختلف نه تهي ' جو جستجو که آج همیں درپیش هے -

ایک هي چیز تهي ' جسکي همیشه تلاش رهي - هم بهي آج اُسي کو ڈهونڈهیں گے -

جبکه اسي زمین پر ابسے هزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درد اور تڑپ کي آواز میں پکارا تها اور کہا تها که :

رب اني دعوت قومي ليلاً و نهارا ' فلم يزدهم دعاى الا فرارا ' و اني كلما دعوتهم لتغفر لهم ' جعلوا اصابعهم في اذانهم واستغشوا ثيابهم و اصروا و استكبروا استكبارا - ثم اني دعوتهم جهارا ' ثم اني اعلنت لهم و اسررت لهم اسرارا - (۷۱ : ۹) قال نوح : رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خسارا (۷۱ : ۲۱)

خدایا ! میں نے اپني قوم کو رات دن حق و هدایت کي دعوت دي ' لیکن افسوس که میري دعوت کا نتیجه بجز اسکے اور کچهه نه نکلا که وہ اور مجهسے بهاگنے لگي - میں نے جب کبهي انکو پکارا تاکه وہ تیري طرف رجوع هوں ' تو انهوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹهونس لیں که کہیں میري آواز نه سن لیں ' اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑہ لیے که کہیں میرے چہرے پر نظر نه پڑجاے اور ضد اور شیخي میں آکر اکڑ بیٹهے ! اس پر بهي میں باز نه آیا ' پهر انهیں پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا ' اور اسکے بعد بهي ظاهر و پوشیدہ ' هر طرح سمجهایا ' لیکن خدایا ! با ایں همه سعي ودعوت و اصلاح ' ان سرکشوں نے میرا کہا نه مانا اور انهي معبودان باطل کي غلامي کرتے رهے جنهوں نے انکے مال اور انکي اولاد کو فائدہ کي جگه الٹا نقصان هي پہنچایا "

تو وہ بهي اپني قوم کو اُسي کي تلاش کا پته دے رها تها -

(۲)

جبکه کالڈیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نو جوان نے امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا فرض ادا کیا ' جبکه اس نے اپنے هاتهه میں چهري لي ' اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الهي کي بیخودي میں دشمنوں کي طرح زمین پر دے پٹکا ' جبکه اُس نے دنیا سے رخصت هوتے هوے اپنے خاندان کو دین الهی کي پیروي کي وصیت کي اور کہا :

ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى ذرع عند بيتك المحرم ' ربنا ليقيموا الصلوة ' فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون (۱۴ : ۴۰)

" وادی غير ذی ذرع " ايام حج مين !

يا بني ! ان الله اصطفے لکم الدين فلا تموتن الا و انتم مسلمون ! (۲ :)

دیکهو ! الله نے تمهارے اس دین اسلام کو تمهارے لیے پسند فرما یا هے ' پس همیشه اسي پر قائم رهنا ' اور دنیا سے نه جانا مگر اس حالت میں که تم مسلمان هو ! !

تو اُس نے بهي اُسي کو ڈهونڈها اور پایا تها -

(۳)

جبکه تخت گاہ فراعنه کے ایک قید خانه میں کنعان کے قیدي نے دین الهی کا وعظ کہا ' اور جبکه اس نے اپنے ساتهیوں سے پوچها که :

يا صاحبي السجن ! ارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم و اباؤكم ما انزل الله

" اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچها هے یا ایک هي خداے قہار کے آگے جهکنا ؟ تم جو الله کو چهوڑ کر دوسرے معبودوں کي پرستش کر رهے هو ' تو یه اسکے سوا کیا هے که چند

بہا من سلطان ' ان الحکم الا للہ ' امر الا تعبدوا الا ایاہ - ذالک الدین القیم ' ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۱)

نام هیں جو تم نے اور تمہارے پیش روؤں نے گھڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئي سند بھیجي نہیں - اے گمرا هو! یقین کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اُسي خدا کیلیے ہے ! اس نے حکم دیا ہے که صرفاً اسي کے آگے جھکو ! یہي اسلام کا سیدھا راستہ ہے - لیکن افسوس که اکثر لوگ نہیں سمجھتے ! "

تو اسکي نظر بھی اسي کے طرف تھي ' اور اسي کي تلاش تھي ' جسکا وہ سراغ دے رہا تھا !

(۴)

وہ " شاطي وادي ایمن " اور " بقعۂ مبارکہ " کا مقدس چرواہا ' جبکه کوہ سینا کے کنارے " اني انا للہ رب العالمین " کي نداء معبس سے مخاطب هوا تھا ' اور جبکه ایک ظالم و جابر حکومت کي غلامي سے نجات دلانے کیلیے اُس نے یکۂ و تنہا ' فرمان رواے عہد کے سامنے حریفانه کھڑے هوکر پیشین گوئي کي تھي که :

ربي اعلم بمن جاء بالهدی من عندہ ' ومن تکون له عاقبة الدار ' انه لا یفلح الظالمون - (۲۸ : ۳۸)

یعنے اے لوگو ! مجھکو جھٹلانے میں جلدي نه کرو ! خدا خوب جانتا ہے که کون شخص اُسکي طرف سے سچائي لیکر آیا ہے ' اور آخر کار کس کے هاتھه نتیجه کي کامیابي آنے والي ہے ؟

یقین کرو که خدا کبھي اُن لوگوں کو فلاح نہیں دیتا ' جو بر سر ناحق هیں ! "

تو وہ بھي اسي تلاش کا اعلان کر رہا تھا ' اور یہي تلاش تھي جسنے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا -

(۵)

وہ " ناصرہ " کا نوجوان اسرائیلي ' جو پچھلي کتابوں کي پیشین گوئي کے مطابق آیا تھا ' تا که عہد اسرائیلي کے خاتمے اور دور اسماعیلي کے آغاز کا اعلان کرے ' اور جبکه اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان او ر نا سمجھ ساتھیوں سے کہا تھا که :

اني رسو اللہ الیکم مصدقا لما بین یدي من التوراة و مبشراً برسول یاتي من بعدي ' اسمه " احمد " - (۶۱ : ۷)

میں اللہ کے طرف سے تمہاري طرف بھیجا هوا آیا هوں - میں کوئي نئي شریعت نہیں لایا ' بلکه میرا کام صرف یہ ہے که کتاب تورات کي ' جو مجھسے پہلے آچکي ہے ' تصدیق کرتا هوں ' اور ایک آنے والے رسول کي خوشخبري دیتا هوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام " احمد " هوگا ! "

تو وہ بھي اسي وادي جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا ' اور یہي گوهر مقصود تھا ' جسکے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتھیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاها تھا -

(٦)

اور پھر وہ ظہور انسانیۃ کبری ' وہ مجسمۂ نعمۃ الہیۂ عظمی ' وہ معلم کتاب و حکمت ' وہ مزکي نفوس و انسانیت ' وہ " هادي الی صراط مستقیم " وہ مخاطب " انک لعلي خلق عظیم " وہ تاجدار کشور ستان یزداں پرستي ' وہ فتح یاب اقلیم قلوب انساني ' وہ علم آموز درسگاہ " ادبني ربي فاحسن تادیبي " وہ خلوت نشین شبستان " ابیت عند ربي هو یطعمني و یسقیني " یعني وہ وجود اعظم و اقدس ' جسکے لیے دشت حجاز میں ابراهیم خلیل (ع) نے اپنے خدا کو پکارا : (ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم ' یتلو علیہم ایاتک و یعلمہم الکتاب والحکمة ' و یزکیہم - ۲ : ۱۲۱) جسکے نور مبین کي تجلي فاران کي چوٹیوں پر موسی (ع) نے دیکھي ' جسکے عشق میں داؤد (ع) نے نغمه سرائي کي ' جسکے جمال الہي کي تقدیس میں سلیمان (ع) اپنے تخت جلال پر جھک گیا

و اذ جعلنا البیت مثابة للناس و امنا ' و اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی و عهدنا الی ابراهیم و اسمعیل ان طهرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود (۲:۱۹)

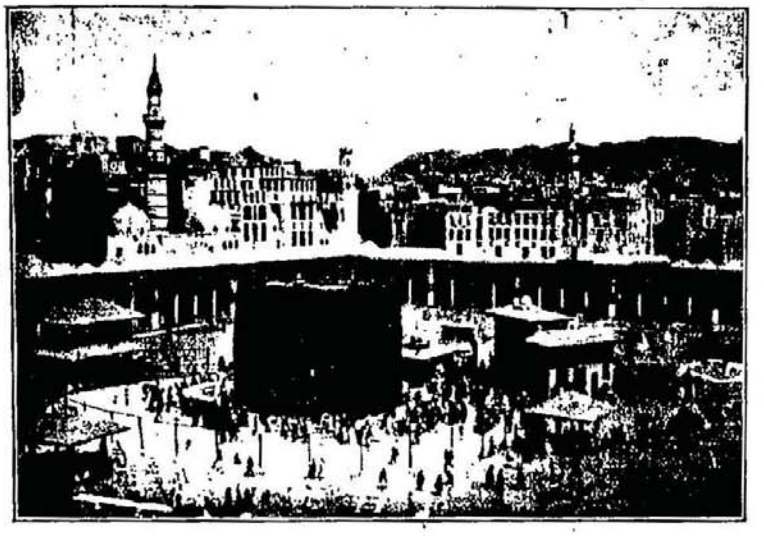

جسکے طرف یوحنا (ع) سے پوچھنے والوں نے بیقرارانه اشارہ کیا ' اور جسکے لیے ناصرہ کے اسرائیلي نبي نے اپنا جانا هي بہتر سمجھا ' وتاہ اپنے باپ سے جو آسمان پر ہے سفارش کرے ' اور اُسکو " جو آنے والا ہے " جلد بھیجدے - (یوحنا : ۱۶ : ۸) -

غرضکه جب وہ " آنے والا " آیا ' اور خدا کي زمین آخري مرتبه سنواري گئي ' تا اسکي ابدي حکومت و جلال کا تخت بچھے ' اور پھر اسکے فرمان آخري کا اعلان هوا :

و من یبتغ غیر الاسلام دنیا ' فلن یقبل منه و هو في الاخرة من الخاسرین - (۳ : ۷۹)

" اب سے جو انسان احکام اسلامي کي جگهه کسي دوسري تعلیم کو تلاش کریگا ' تو یقین کرو که اسکي تلاش کبھي مقبول نہوگي ' اور اُسکے تمام کاموں کا آخري نتیجه نا مرادي هي هوگا ! ! "

تو وہ بھي اُسي کي جستجو میں نکلا تھا ' جسکي جستجو میں سب نکلے ' اور قبل اسکے که وہ اُسکے لیے بیقرار هو ' خود اُس نے بیقرار هو کر اُسکا هاتھه پکڑ لیا تھا :

و وجدک ضالاً فہدی (۹۳ : ۷)

اور اے پیغمبر ! هم نے تم کو دیکھا که هماري تلاش میں سرگردان هو پس هم نے (خود هي) تم کو اپنی راہ دکھلا دي !

(۷)

دنیا کي خوشي مرجھا گئی تھي - اسکا جمال صداقت پژمردہ ' اور اسکا چہرۂ هدایت زخمي هو گیا تھا - وہ پیمان و مواثیق ' جو

اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے ' انکے پاک پیغاموں کو سنکر خدا سے باندھے تھے ' ایک ایک کر کے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے تھے ' اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھہ گئی تھی - اسکا وہ جمال ازلی و ابدی ' جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اسکے ڈھونڈھنے والوں کو محرومی نہو ' اب پھر مستور و محجوب ھو گیا تھا - اور اسمیں اور اسکے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ تھا -

ھاں ' کوئی نہ تھا ' جو اسکو ڈھونڈھے - کوئی قدم نہ تھا ' جو اسکی طرف دوڑے - کوئی آنکھہ نہ تھی ' جو اسکے لیے اشکبار ھو - کوئی دل نہ تھا ' جو اسکی یاد میں مضطرب ھو - کوئی روح نہ تھی ' جو اسے پیار کرے - اسکی دنیا اس سے بے خبر تھی - اسکے بندے اس سے غافل تھے - انسان کا ضمیر مرچکا تھا ' فطرة کا حسن حقیقی عصیان عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا - طغیان و سرکشی کے سیلاب تھے ' جو خشکی و تری ' دونوں میں امنڈ آے تھے ' اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رھی تھیں :

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکی اور تری ' دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشی سے فتنۂ و فساد پھیل گیا !

جبکہ یہ حالت تھی تو دنیا بگڑ کر پھر سنوری ' انسانیۃ مر کر پھر زندہ ھوئی ' اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کر دیا - وہ جو شام کے مرغزاروں اور یرو شلیم کے هیکل کے ستونوں سے روٹھہ گیا تھا ' اب پھر آگیا ' تا کہ دشت حجاز کے ریگستانوں کو پیار کرے ' اور اپنے راز و نیاز محبت کیلیے ایک نئی قوم کو چن لے - دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکی تھی ' پھر اسکی تلاش میں نکلی ' اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھو کر پھر دوبارہ پالیا :

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ' یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ' و یخرجهم من الظلمات الی النور ' و یهدیهم الی صراط مستقیم (۴ : ۱۸) -

بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک نور هدایت ' اور ایک کتاب مبین آئی ' اللہ اسکے ذریعہ سلامتی کے راستوں پر هدایت کرتا ہے اس کی ' جو اسکی رضا چاهتا ہے ' اور اسکو ہر طرح کی گمراهی کی تاریکی سے نکال کر هدایت کی روشنی میں لاتا ' اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے !

ان الوسائل للملوک ببابهم
و وسیلتی العظمی بهذا الباب !

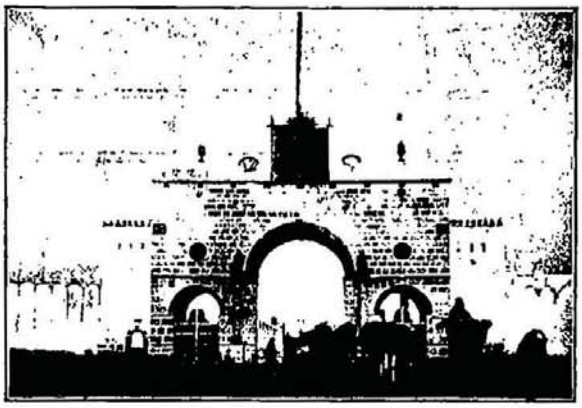

مدینہ منورہ کا دروازہ : باب العنبریہ
(جس کو باب الرشادیہ بھی کہتے ھیں)

(۸)

غرضکہ دنیا کی حیات هدایت و سعادت کی تاریخ یکسر تلاش و جستجو ہے - اس نے اپنے ھر دور میں کھویا ' اور پھر ھر دور میں اسکی تلاش کیلیے نکلی - وہ جب کبھی گری تو اسی کو کھو کر گری ' اور جب کبھی اٹھی ' تو اسی کی تلاش کا ولولہ لیکر اٹھی - اسکے هادیوں نے جب کبھی اسکو جگایا تو اسی کیلیے جگا یا ' اور جب کبھی اسکا هاتهہ پکڑا ' تو اسی جستجو میں نکلنے کیلیے

پکڑا - اس کی یہ تلاش همیشہ کامیاب ھوئی اور اس نے جب کبھی پکارا ' اسے جواب ملا - پانی کے ملنے میں کبھی بھی دیر نہ ھوئی ' البتہ تشنگی کا ثبوت همیشہ مانگا گیا :

جمال حال شود ترجمان استحقاق
دلیل آب جگر تفتگی و تشنہ لبی ست !

(جماعۃ)

لیکن یہ انقلاب عظیم جو هئیۃ انسانیۃ میں ھوا ' جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا ' اور وہ جس عزیز گم گشتہ کو وہ بھول بیٹھی تھی ' اسکی تلاش و جستجو میں گم ھوکر ' پھر نمودار ھوئی ؛ کس چیز کا نتیجہ تھا ؟

یقیناً وہ ایک صداے الهی تھی ' لیکن کن کے اندر سے اٹھی ؟ کچھہ شک نہیں کہ وہ جمال ربانی کی ایک بے نقاب بخشش نظارہ تھی ' لیکن اس جلوہ ریزی کا آفتاب ' کن کے سیماء وجوہ پر چمکا ؟

انکے ' جنکی نسبت کہا گیا کہ " سیماهم فی وجوههم من اثر السجود " !!

اصل یہ ہے کہ وہ ایک جماعت تھی ' اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاهیے کہ ھر دعوت و انقلاب اصلاح نے سب سے پہلے جماعت ھی کو پیدا کیا ہے - دعوت الهی اگر کوئی بیج ہے تو اسکے درخت کی پہلی شاخ جماعت ھی ہے - دنیا میں جب کبھی کوئی اصلاحی تغیر ھوا ہے ' تو محض تعلیمات سے نہیں ھوا ہے بلکہ اس جماعت کے اعمال سے ھوا ہے ' جو ان تعلیمات کی حامل و محافظ تھی - وہ صدائیں جو محض زبانوں سے اٹھتی ھیں ' ھوا کی منجمد سطح میں تموج پیدا کو سکتی ھیں مگر دلوں کے سمندر میں لہریں پیدا نہیں کرسکتیں - کان انکو سنتے ھیں ' پر دل انکے آگے مسجود نہیں ھوتے -

یہی سبب ہے کہ دنیا میں جب کبھی مصلحین حق کا ظہور ھوا ' خواہ وہ ظہور انبیا و رسل کرام کا تھا جو بمنزلۂ اصل ھیں ' یا انکے متبعین و مجدد دین کا جو بمنزلۂ فرع و ظل کے ھیں ' مگر همیشہ انکا پہلا کام یہی رہا کہ انہوں نے اپنی تعلیم و دعوۃ کا نمونہ ایک جماعت کی صورت میں پیش کیا - اور پھر یہ بنیاد جتنی محکم بن سکی ' اتنا ھی استحکام بعد کی تعمیرات کو بھی حاصل ھوا ہے - حضرۃ ابراهیم کی نسبت قران کریم نے تصریح کی ہے کہ !

لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراهیم " والذین معه " (۶۰ : ۴)

" بیشک تمہارے واسطے اتباع و پیروی کیلیے ایک بہترین نمونہ اور نصب العین ہے حضرۃ ابراهیم کی زندگی میں - نیز " انکے ساتھیوں " کی زندگی میں "

فرمایا کہ " والذین معه " اور وہ لوگ جو انکے ساتھی ھیں - یہی " معیت " ہے جو اعمال اصلاح و نبوت کی حامل و محافظ ھوتی ہے ' اور اس امانت اصلاح و دعوت کو دنیا میں پھیلانے کیلیے

سنبهال لیتي هے' جو انبیاء کرام لیکر دنیا میں آتے هیں -

حضرة نوح جب کشتي میں سوار هوے تو ستر آدمي انکے ساتهہ تے - حضرة (موسی) کا ساتهہ ابتدا میں خود بني اسرائیل میں سے بهی ایک تعداد قلیل نے دیا ' حضرة مسیح نے اپنی تمام حیات دعوة میں بارہ آدمی پیدا کیے ' لیکن فی الحقیقت یہی جماعتیں تهیں ' جنهوں نے لاکهوں اور کروروں دلوں کو مسخر کیا ' اور زمین کے بڑے بڑے حصوں کو اپنی اصلاح و دعوت کے آگے سر بسجود پایا -

کیونکہ وہ دعوت و اصلاح کي جماعتیں تهیں ' جو اُن تعلیمات کا اپنے اعمال و افعال کے اندر نمونہ رکهتي تهیں - ورو زبان کي پکار ضالع جاسکتي هے ' پر اعمال کي صدا کبهي جواب لیے بغیر نہیں رهتي !

پس اصلاح عالم کا یہ آخري ظهور جس نے دین الهي کو اسکے قدیمي نام " اسلام " کے ساتهہ پیش کیا ' یہ بهي دنیا میں اسي لیے آیا ' تا ایک جماعت پیدا کرے ' اور اُس نے " جماعت " پیدا کي - یهي جماعت تهي جسکو خدا نے اپنے کاموں کیلیے چن لیا ' اور اسکے دلوں کو اپنے جمال و صفات الهیه کا مسکن بنایا - عشق الهي کي وہ آتش مقدس ' جسکے لیے (نوح) نے لکڑیاں چُنیں ' جس کو (ابراهیم) خلیل نے اپنے دامن قرباني سے هوا دي ' جسکي چنگاریاں وادي ایمن کي تاریکي میں چمکیں ' جسکے شعلوں کیلیے (مسیح) کی قربانی کے خون نے تیل کا کام دیا ' اور جو بالاخر جبل (بو قبیس) کے غاروں میں " سراجاً منیرا " بن کر بهڑکی ' اسکے شعلوں سے اس جماعت الهي نے اپنے دلوں کی انگیٹهیوں کو روشن کرلیا تها ' اور یہ انگیٹهیاں گو تعداد میں قلیل ' اور دنیا کی تاریکی وسیع و عالمگیر تهی ' لیکن انهی سے دعوة و اصلاح کے وہ لا تعد و لا تحصی چراغ روشن هوے ' جن میں سے ایک ایک چراغ زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑي بڑي آبادیوں میں آفتاب جهانتاب بنکر ظلمت رباے عالم هوا !

یهي وہ خدا کی روشني تهي ' جو اسکی جماعت میں سے هوکر چمکی ' اور جس کو خدا نے " نور الله " کے لقب سے یاد کیا :

یریدون لیطفؤ نور الله بافواههم و الله متم نورہ و لو کفرہ الکا فرون !

(آسمان کي پاد شاهت !)

میرا مقصود تاریخ دعوة اسلامیه کی اُس اولین جماعة سے هے ' جس نے حضرة ابراهیم خلیل کے ساتهیوں کی طرح ' محمد رسول الله (علیهما الصلوة و السلام) کا ساتهہ دیا ' اور اتباع اعمال نبوت کے ذریعه ' خود اپنے اندر خصائص و برکات نبوت پیدا کرلیے :

محمد رسول الله ' و الذین معه اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم ' ترا هم رکعاً سجدا ' یبتغون فضلاً من الله و رضوانا ' سیما هم في وجوههم من اثر السجود ! (۲۹ : ۴۸)

محمد رسول الله ' اور وہ لوگ جو اُسکے ساتهہ هیں - دشمنان حق کے مقابلے میں نہایت سخت مگر آپسمیں نہایت رحم دل ' انکو تم همیشه الله کے آگے عالم رکوع و سجود میں دیکهو گے کہ الله کے فضل اور اسکي خوشنودي کے طالب هیں - انکي پیشانیوں پر کثرت سجود کي وجه سے نشان بنگئے هیں !

یهي جماعت تهي ' جسکے الهي کا روبار کو حضرة (مسیح) نے " آسمان کي پادشاهت " سے تعبیر کیا ' کیونکه في الحقیقت وہ دنیا کو قواے شیطانیه کے تسلط سے نکالنے والي تهي ' اور اسي کے اعمال حقبه کے ذریعه دنیا میں خدا کا تخت عدل و صلاح بچهنے والا تها - وہ ایک بیج تها ' جو بوتے وقت گو حقیر اور بہت چهوٹا تها ' پر بار آور هونے کے بعد ایک درخت وسیع و تناور بننے والا تها - اسي لیے (مسیح) نے اسکو اس تمثیل میں بیان کیاکه :

" آسمان کي پادشاهت رائي کے دانے کے مانند هے ' جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کهیت میں بویا - وہ سب بیجوں سے چهوٹا هے پر جب اُگتا هے ' تب سب ترکاریوں سے بڑا هوتا هے ' اور ایسا درخت هوتا هے که هوا کے پرندے اسکے ڈالیوں پر بسیرا لیتے هیں !! " (متي ۱۳ : ۳)

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك ' فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول ' لوجدوا الله توا با رحیما (۴ : ۶۷)

حرم نبوی (مدینه) کا ایک منظر عمومي داخل صحن سے
صلی الله علیه و علی اله و صحبه و سلم

چنانچه پچهلي آیة میں اسي تمثیل کي طرف قران کریم نے بهي اشارہ کیا :

ذلك مثلهم في التوراة و مثلهم في الانجیل (الخ)

یهي جماعت هے ' جسکو تورات اور انجیل مین ایک کهیتي سے تمثیل دي هے (الخ)

دیکهو ! آسمان کي پادشاهت کا یہ بیج جو بویا گیا ' في الحقیقت کیسا حقیر تها ؟ ایک جماعة قلیل و حقیر ' جس کو نہ ساز و سامان دنیوي حاصل تها ' اور نہ کسي طرح کي دنیوي ریاست و عزت - نہ اُسکے پاس آلات جنگ تے ' نہ کوئي مسلح فوج - چند فقرا و صعالیک تے ' جنهوں نے دعوة الهی کا ساتهہ دیا ' الله کي پکار کو سنکر اسکي تلاش میں نکلے ' اور آسمان کیلیے زمین والوں سے اپنا رشته قطع کر دیا - انکے پاس پر هیبت جسم نہ تے اور نہ خونخوار اسلحه ' مگر انکے سینوں میں صداقت شعار دل تے ' اور انکے آنکهوں میں سچائي کے انسو - انهوں نے تعلیم الهي کو اپنا دستور العمل بنایا - انهوں نے هر اُس لفظ کو جو خدا کے مقدس پیغامبر کي زبان سے نکلا ' اپنے اعمال و افعال کے اندر محفوظ کر لیا - انکي زبانیں خاموش تهیں مگر انکے اعمال گویا تے - انهوں نے اُس " اُسوہ حسنه " کي زندگي کو اپنا نصب العین بنایا تها ' جو گو انسان تها ' مگر اپنے هر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوہ الهی رکهتا تها - وہ نہ صرف تعلیم بلکه ایک عملي نمونه لیکر دنیا میں بڑهے ' اور آسمان کي پادشاهت کا وہ مقدس تخم ' جسکي منادي شام کے مرغزاروں میں هوئي تهي ' حجاز کے ریگستانوں میں نشو و نما پانے لگا - تهوڑا هي زمانه گذرا تها که ایک سرسبز و تناور درخت نے اپني ڈالیوں سے کرہ ارضي کو چهپا لیا - هوا کے پرندوں نے اسکي شاخوں میں نشیمن بنائے ' اور زمین کي مخلوقات نے اسکے سایے میں پناہ لی :

اصلها ثابت و فرعها في السماء ' توتي اكلها كل حين باذن ربها ' و يضرب الله الا مثال للناس لعلهم يتذكرون (۱۴ :)

وہ درخت کہ جڑ اسکي زمین کے اندر مضبوط اور بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچي ہوئیں ہیں - قوۃ الہیہ کي نشو و نمائي سے وہ ہر وقت کامیابي کا پھل لاتا رہتا ہے ' اور یہ ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے ' تا کہ لوگ سونچیں اور غور کریں !!

(تلاش مکان یا تلاش مکین؟)

یاد رکھو' وہ خدا جو مکان و زمان سے منزہ ہے ' جب دنیا میں آتا ہے' تو اپنے بسنے کیلیے گھر چاهتا ہے - زمین کي شاندار آبادیاں' پہاڑوں کي سر بفلک چوٹیاں ' سمندروں کي ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں کے وسیع میدان ؛ یہ سب اسکے لیے بیکار ہیں - بادشاہوں کے تخت ہیبت و اجلال' لعل و جواہر سے لبریز خزانے ' بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم الهئیة ایوان و محل ' اسکا گھر نہیں بن سکتے - تم اُسکے لیے ایک گھر پیدا کرو جو اسکے جمال قدس کا نشیمن ' اور اسکے حسن ازلي کا کاشانہ بن سکے - تم جو اُسکي جستجو میں نکلنا چاهتے هو' بہتر ہے کہ پہلي اپني جستجو میں نکلو - تم ' کہ اُسکے نہ ملنے کے شاکي هو ' چاهیے کہ پہلے اپني گم گشتگي پر ماتم کرو ! اسکے حریم محبت کا دروازہ همیشہ سے بے حجاب ہے - اسکے کاشانۂ وصال کے باب عشق نواز پر کوئي پاسبان نہیں - وہ تو هر آن و هر لمحہ اپنے متلاشیوں کا منتظر ہے ' لیکن ساري محرومي اسمیں ہے کہ تمارے پاس کوئي مکان هی نہیں' جو اسکے قدوم محبت کا مکین بن سکے !

هرچہ هست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالاے کس دشوار نیست !

اسکے بسنے کے لیے چاندي اور سونے کا محل ' اور صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں ہے جس میں لعل و الماس کے ٹکڑے جڑے هوں - وہ اُن دلوں کا طالب ہے ' جن میں اسکے درد محبت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے هوں - اسکے لیے فقیروں اور خاک نشینوں کي ایک ایسي جماعت چاهیے ' جنکے دل ٹوٹے هوے ' جنکے جگر جلے هوے' جنکي آنکھیں خونبار هوں - یہي ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اسکے رہنے کیلیے ایوان و محل هیں' اور یہي اجڑي هوئي بستیاں هیں' جنکو اُس نے اپني آبادي کیلیے چن لیا ہے - وہ کہ آبادیوں کی رونق' صحراؤں کی فضا ' پہاڑونکی بلندي' ملکوت السماوات کی بوقلموني' اُسے اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی ' دلوں کی اُجڑي هوئی بستیوں اور ٹوٹی پھوٹی دیواروں کو اپنا کاشانۂ وصال بناتا ہے اور اس گھر کے سوا اور کوئی جگہ اُسے پسند نہیں :

لا وسعنی ارضي و لا سمائی ' و لکن یسعنی قلب عبدي المومن - و ایضاً قال : انا عند المنکسرۃ قلوبهم !!

انا عرضنا الامانۃ علی السماوات و الارض و الجبال ' فابین ان یحملنها ' و اشفقن منها ' فحملها الانسان' انہ کان ظلوماً جهولا !!

" هم نے اپني امانت اسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کي ' لیکن سب نے اسکے اٹھانے سے انکار کردیا اور اُس بارگراں کے متحمل نہو سکے - لیکن انسان آگے بڑھا اور اُسے بلا تامل' اٹھا لیا - کچھہ شک نہیں کہ وہ اپنے اوپر سخت ظلم کرنے والا اور سرگشتۂ ناداني ہے "

و قال مولی الجامی' قدسی اللہ سرہ السامی :

غیر انساں کش نکردہ قبول
زانکہ انساں ظلوم بود و جهول

ظلم او انکہ هستی خود را
ساخت فاني بقاے سرمد را
جهل او انکہ هرچہ جز حق بود
صورت آں ز لوح دل بر بود
نیک ظلمے' کہ عین معدلت ست !
نغز جهلے' کہ مغز معرفت ست !

فاولم یکن للانسان قوۃ هذہ الظلومیۃ و الجهولیۃ ' لما حمل تلک الامانۃ العظیمۃ الالهیۃ !!

* * *

پس اُس قدوس و قدیم کا دنیا میں کوئی گھر هو سکتا ہے ' تو وہ صرف اُن انسانوں کے دلوں هی کا آشیانۂ محبت ہے ' جنھوں نے اس گھر کو اسکے بسنے کیلیے پہلے هی سے سنوار رکھا ہے ' اور اسکی آرایش و تزئین سے کبھي غافل نہیں هوتے - دنیا کے گھروں کي طرح اس گھر کي آرائش کیلیے نہ تو حریر و اطلس کے پردوں کي ضرورت ہے' نہ دیباۓ قاقم کے فرش و قالین کي - اُسکي آرائش کیلیے صرف ایک هي چیز مطلوب ہے ' یعنے زخم محبت کي خونبانہ فشاني ' جسکے چھاپوں سے اسکي دیواریں همیشہ گلزار رهیں :

جز محبت هر چہ بردم ' سود در محشر نداشت
دین و دانش عرضہ کردم ' کس بہ چیزے برنداشت

* * *

(شبلي) را در خواب دیدند و پرسیدند : کیف وجدت سوق الاخرۃ ؟ بازار آخرت را چہ طور یافتي ؟ گفت : بازاریست کہ رونق ندارد دریں بازار مگر جگر هاے سوختہ ' و دلهاے شکستہ ' آہ هاے سوزاں ' و چشم هاے خوں افشاں ! سوختہ را مرهم نهند ' شکستہ را باز بند ند ' و چشم هاے خونچکاں را از سرمۂ نظارہ مجلي و منور سازند !

دل شکستہ دراں کوے مي کنند درست
چنانکہ خود نشناسي کہ از کجا بشکست

* * *

پس اگر تم اسکے طالب هو تو ایک جماعت پیدا کرو ' تا اسکي جلال و قدوسیت کا وہ آشیانہ بنے - اگر تمهارے پاس گھر نہیں ہے ' تو بسنے والے کي تلاش میں کیوں سرگرداں هو؟ مکین سے پہلے چاهیے کہ مکان کي فکر کرلو !

(اعمال الهیہ)

دنیا کے اندر تبدیلي پیدا کرنا آسان نہیں ہے - تم کسي گھر کي ایک دیوار یا کھڑکي بدلني چاهتے هو تو اسکے لیے کیا کیا سروسامان کرنے پڑتے هیں ؟ پھر جو لوگ سطح ارضي کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کي عظیم الشان آبادیوں کے اعمال و معتقدات کو بدلدینا چاهتے هیں ' انکو سوچنا چاهیے کہ انکا مقصد کس درجہ مشکل اور کٹھن ہے ؟

دنیا میں مادي انقلابات همیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خونریز جنگوں کے ظہور سے هوتے رهتے هیں ' لیکن غور کرو کہ اُن میں کا هر چھوٹا سے چھوٹا انقلاب بھي کیسي گرانقدر قیمت رکھتا ہے ؟ قرنوں کي قرنیں فکر و تدابیر میں گذر جاتي هیں - خزانوں کے خزانے لٹا دیے جاتے هیں - کروروں گینیوں کے قرض لیے جاتے هیں - پھر فوجوں کے سمندر طوفاں میں آتے هیں ' قیمتي سے قیمتی لات و اسلحہ کروروں کي تعداد میں تقسیم کیے جاتے هیں '

بے شمار انسانوں کي قربانياں تڑپتي ' اور خون کي نـديان بهتي هيں ' عورتيں بيوہ ' بچے يتيم ' والدين زندہ درگور هوجاتے هيں - يه سب کچهه هورهتا هے ' جب کهيں جاکر ايک چهوٹا سا ملکي نقلاب تکميل کو پهنچتا هے !!

پهر وہ بهي يقيني نهيں که هزارها کوششيں رائگاں اور صديوں کي اميديں پامال بهي هو جاتي هيں -

جب دنيا کے اُن مادي انقلابات کا يه حال هے جو صرف انساني حکومت کے تخت ' اور انساني نسلوں کي آباد يوں کو متغير کرنا چاهتے هيں ' تو پهر اس روحاني اور قلبي انقلاب کو سوچو ' جو زمين کي سطح اور انسان کے جسموں کو نهيں بلکه روحوں اور دلوں کي اقليموں کو پلٹ دينا چاهتے هيں ' اور کروڑوں انسانوں کے اعمال وخصائل کے اندر تبديلي کے خواهشمند هوتے هيں - اِن انقلابات کيليے کيا محض انساني قوت و تدبير ' اور محض اخلاق و مذهب کے چند رسمي اصولوں کو پکار دينا هي کافي هوسکتا هے ؟

تم ايک مرتبه خود اپنے هی نفس کو آزما ديکهو' جسپر تمهارے ارادے کو پوري قدرت هے - کيا ايک چهوٹي سے چهوٹي تبديلي بهي اپنے نفس و اعمال کے اندر بآساني پيدا کرسکتے هو ؟

پهر جب تم ايک نفس کي تبديلي پر ' جو خود تمهارے اختيار ميں هے ' قادر نهيں ' تو اُن کروڑوں دلوں کو کيونکر بدل ديسکتے هو ' جن پر تمهاري نهيں ' بلکه صديوں کے پرورش يافته و محکم اعتقادات و اعمال کي حکومت قاهرہ ' اور نفس کا تسلط جابرہ قائم هے ؟

اصل يه هے که انسان جسم کو پارہ پارہ کر ديسکتا هے پر دلوں کو نهيں بدل سکتا - زمين کي خشکي و تري کا نقشه ممکن هے که وہ بدل دے ' ليکن قلب و روح کا ايک گوشه بهي اسکے پهيرے سے نهيں پهر سکتا - وہ تعليم ديسکتا هے اور اصلاح ! اصلاح ! پکار بهي سکتا هے ' ليکن نه تو فتح مندي کا بيج اسکے دامن ميں هے ' اور نه بارآور کرنے والي نشوؤ نما اسکے قبضے ميں - يه صرف اُسي قدير و حکيم کے دست قـدرت کا کام هے ' جو مقلب القلوب اور محول الاحوال هے ' اور جو هميشه اپنے کار و بار قدرت کي نيرنگياں دکهلاتا اور اپني عجائب فرمائي پر حيراني و تحير کي بخشش کرتا هے !

پس اگر تم که انسان هو ' انسانوں کو بدلنا ' اور ارواح و قلوب کے عوالم روحانيه کو منقلب کردينا چاهتے هو ' تو ياد رکهو که جب تـک تم انسان هو ' ايسا نهيں کر سکتے ' کيونکه انسانوں کو اسکي قدرت نهيں دي گئي - البته اگر تم اپنے اندر قوت الهي پيدا کر لو ' اگر اپني جماعت کے اندر اس کارفرماے حقيقي کا ايک گهر بنا لو - تمهاري صـداؤں کي جگهه تمهارے اندر سے اُسکي آواز نـکلنے لـگے - تمهاري آنکهوں کے حلقوں سے تمهاري نظروں کي جگه اُسکي نگاهيں کام کرنے لـگيں ' تمهارے اعمال و افعـال ' يکسر اُسکے صفات و افعال هوجائيں - يعني از فرق تا بقدم اپنے تمام اعمال و خصائل ميں ايک پيکر اخلاق الهي بن جاؤ ' تو پهر تمهارے کام ' خود تمهارے کام نهونگے ' جنکے ليے انتظار ' حسرت ' اور ناکامي هو ' بلکه يکسر اُس قادر و مقتدر کے کاروبار هونـگے ' جنسکا دامن عز و کبريائي اس سے بهت اقدس و منزہ هے که آلودۂ ناکامي و ملوث حسرت و افسوس هو -

پهر جب وہ ' که سب کا مالک هے ' تم ميں هوگا ' تو تم کو بهي اُسکے ملک کي هر شے پر قدرت هوجائيگي - کيونکه تمهاري قدرت درحقيقت اسي کي قدرت هوگي - تمهاري صداء دعوة ايک سيلاب انقلاب هوگي جس کو دنيا کي کوئي طاقت نه روک سکے گي - تمهاري زبانوں سے جو کچهه نـکلے گا ' وہ دلوں اور روحوں پر نقش هوجائـيگا اور پهر نه زمين کا پـاني اُسے دهوسکے گا اور نه آسمان کي بـارش اُسے محو کرسکيگي - تمهاري تـعليم بيج اور پهل ' دونوں اپنے ساتهه لائيگي ' اور تم گو چپ رهو گے ' ليکن تمهاري خاموشي کي ايک ايک صداء عمل پر کروڑوں هستـياں اپنے دلوں کو هتيليوں پر رکهکر پيش کش کرينگي - تمهاري آنکهوں سے شعله الهي کے جب شرارے نکليں گے تو دنيا ميں کس کي آنکهه هوگي ' جو اس سے دو چار هوسکے ؟ تمهاري زبانوں سے جب لسان الهي کي صداء دعوة اٹهيگي ' تو خدا کي آواز کو سنکر اسکي کون مخلوق هے جو لبيک نه کهيگي ؟

تم جس طرف سر اٹهاؤ گے ' دلوں کو سربسجود اور روحوں کو معترف عجز و نياز پاؤ گے ' اور خدا کا قاهر و مقتدر هاتهه تم ميں سے ظاهر هوکر ملکوں اور قوموں کو منقلب کرديگا !

تم ايک عالم کو بدلنا چاهتے هو - تمهارے سامنے صديوں کي ايک محکم عمارت هے - تم چاهتے هو که اُسے يک سر ڈها دو اور اُسکي جگه ايک نيا محل تعميـر کرو - ليکن اسکے ليے تمهارے دست و بازو کي قوت تو کافي نهيں - جب تک تمهارے هاتهه کے اندر سے الله کا هاتهه نماياں نهوگا ' اس رد و قبول اور هدم و بنا سے عهدہ برا نهو سکو گے -

(تشريح مزيد)

حکيم و جاهل اور فرزانه و هشيار ميں مرئيات و مشاهدات کا فرق نهيں هے بلکه صرف چشم نظارہ اور دل فکر فرما کا - تم نے کبهي اس پر بهي غور کيا هے که يه کيا بوالعجبي هے که پاک تعليمات کا اثر اور مقدس صداؤں کي تاثير هم ميں سے مفقود هوگئي هے ؟ يه کيوں هے که بهتـر سے بهتر ارادے همارے ذهنوں ميں ' اعلي سے اعلي خيالات هماری فکروں ميں ' اور پاک سے پاک تعليمات هماري زبانوں پر هيں ' مگر نه تو ارادوں ميں قبوليت هے ' نه خيالات ميں فعّاليت ' اور نـه تعليمات ميں اثر - جس دنيا کے بڑے بڑے وسيع ٹکڑوں کو صرف ايک زبان کي دعوة نے مضطر و سيماب وار کرديا تها ' آج اسي دنيا ميں بڑي بڑي جماعتوں کي صدها صدائيں ايک نفس واحد کي غفلت جامد و ساکن ميں حرکت پيدا نهيں کرسکتيں - يهي اسلام کي صدائے دعوة اور يهي اسکي کتاب هدايت کي صداء اصلاح اُس وقت بهي تهي ' جبکه اسکے ايک ايک داعي نے ايک ايک اقليم کو مسخر اثر کرليا تها ' اور يهی اب بهي هے که خود اپنے دلوں هي ميں تپش محسوس نهيں هوتي ' دوسروں کي انگيٹهياں اُس سے خاک روشن هونگي !

ايک هي علة سے دو مختلف نتيجے پيدا نهيں هوسکتے -

اصل يه هے کـه دنيا کا سر انقلاب و تغير هميشه صداے عمل کے آگے جهکا هے ' نه که صداے قول کے سامنے - حقيقي شے هر تعليم کيليے " نمونه " هے ' اور جب تک مصلح اپنے اندر اپني اصلاح کا نمونه نهيں رکهے گا ' اسکي تعليم دلوں کي قبوليت اور روحوں کي اطاعت سے محروم رهيگي - آگ جب جلتي هے تو سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتي هے - اگر تمهارے پاس آگ موجود هے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و تپش ميں دکهلاؤ - پهر دوسروں کو گرمي و حرارت کي دعوت دينا - اگر خود تمهارے اندر آگ موجود هے تو اس مجمر سوزاں کو جهاں کهيں بهي رکهو گے ' خود بخود هر طرف گرمي پهيل جائيگي - کيونـکه گرمي آگ کے شعلوں سے نکلتي هے ' برف کي سل سے پيدا نهيں هوسکتي !

اسـلام نے ايک جماعت صحابۂ کرام کي پيدا کردي تهي ' جو اس تعليم کا ايک صحيح ترين عملي نمونه اپنے اندر رکهتي تهي ' اور ان ميں کا هر فرد اُس اسوۂ حسنـه کي قوة سے ايک ايک اقليم کي تسخير اپنے قبضۂ اقتدار ميں رکهتا تها - انکے اعمال کے اندر تعليمات الهيه کي مقدس انگيٹهي شعله فروز تهي ' اسليے وہ جهاں جاتے تهے ' ايک آتش کدۂ اثر اپنے ساتهه ليجاتے تهے -

افکار و حوادث

ہماری انجمنوں کے سالانہ جلسے کیا ہیں ؟ قومی میلے ہیں - سال میں ایک مرتبہ تمام اطراف ہند سے کسی ایک شہر میں مسلمان جمع ہو جاتے ہیں ' تین چار روز چہل پہل رہتی ہے ' ہر طرف ایک حرکت اور جنبش نمودار ہو جاتی ہے ' اسٹیج کے پاس کچھہ لوگ محو نمائش ' اور اسٹیج کے نیچے تمام لوگ محو تماشا نظر آتے ہیں - تیسرے روز یہ بھیڑ چھنٹنی شروع ہوتی ہے اور چوتھے روز سکون پیدا ہو جاتا ہے - پھر جلسوں کے ہال اور کانفرنسوں کے پنڈال ایک کف دست میدان نظر آتے ہیں جہاں سے میلہ اٹھہ چکا ہے اور اب جا بجا قافلۂ عرب کی طرح اوس نے اپنی اقامت کے چند آثار چھوڑ دیے ہیں !

فا سئلوا حالنا عن الاثار

امسال ہمارے میلے شہر آگرہ میں لگینگے ' جہاں ہم کبھی اپنی عظمت و اقتدار کے بھی میلے لگا چکے ہیں !

اسی گھر میں جلایا ہے چراغ ارزو برسوں !

جس آگرہ میں " ہمایوں " نے عروس علم و انکشاف کے عشق و محبت میں جان دی ' اسی اگرہ میں اب ہم مشورہ کرینگے کہ اس روٹھے ہوے معبود کو کیونکر منا کر گھر لائیں ؟

جس خاک پر اکبر و جہانگیر نے دوسروں کی قسمتوں کا فیصلہ کیا تھا ' اب ہم وہاں جمع ہوں گے تا کہ خود اپنی قسمت کا فیصلہ کریں !

جہاں کبھی تخت حکومت و اجلال پر بیٹھکر غیروں کو اپنے سامنے سربسجود دیکھہ چکے ہیں ' وہاں اب گرد فلاکت و ادبار پر لوٹ کر سونچیں گے کہ محکومی کی زندگی میں عافیت کیونکر پائیں !

فتادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد ان ہمت
کہ گر سیمرغ می آید بدام ازاد می کردم !

و بلونا ہم بالحسنات و السیئات ' لعلہم یرجعون !

یعنی حسب معمول اواخر دسمبر میں کانفرنس اور مسلم لیگ ' دونوں کے اجلاس آگرہ میں ہونگے - کانفرنس کے پریسیڈنٹ آنریبل مسٹر شاہدین (لاہور) اور مسلم لیگ کے انریبل سر رحمۃ اللہ (بمبئی) منتخب ہوے ہیں - آنریبل شاہدین چیف کورٹ کے جج ہیں - امید ہے کہ ہماری قسمت کا بہتر فیصلہ کرسکیں !

افریقہ کی سرزمین آج سے نہیں بلکہ تقریباً ۱۲۰۵ برس سے ہمارے لیے مصائب و حوادث کا گھر ہے - اسی بر اعظم میں مصر ' حبش ' طرابلس ' تیونس ' الجزائر ' اور مراکش واقع ہیں ' جن کا ایک ایک ذرہ ہمارے عروج و زوال رفتہ کی تاریخ ' اور ہمارے ایام سرور و حزن کی پر درد داستان ہے - پس اگر ہم پر چند برسوں سے اوس کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (جنوبی افریقہ) میں ظلم و ستم کی چند حکایتیں پیدا ہوگئی ہیں تو اسپر تعجب لیا ہے ؟

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہم محرومان قسمت کے ساتھہ ہمارے بہت سے ہندو ' سکھہ ' اور پارسی ہم وطن بھی مورد آلام و مصائب ہیں !

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اوس وقت تک خاموش رہتے ہیں جب تک کہ اون کے مذہب کو نہ چھیڑا جاے - کس قدر جھوٹ ہے ! برٹش جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے مذہب کو چھیڑا گیا ' لیکن کب اون کے جوش و حمیت کے تار سے کوئی آواز نکلی ؟ اسلامی نکاح کو یہ کہکر وہاں کی عدالت نے رد کردیا کہ یہ اس ملک کا نکاح ہے جہاں تعدد ازواج جائز ہے ! پھر کیا یہ مسلمانوں کی دینی تحقیر نہیں ہے ؟ کیا یہ صریح احکام اسلامیہ میں مداخلت نہیں ہے ؟

اہل ہند جنوبی افریقہ میں خاموشی اور سکون کے ساتھہ کام کر رہے ہیں - اونہوں نے کارخانوں سے تعلق منقطع کردیا ہے ' اپنے حقوق کا مطالبہ صبر و استقلال کے ساتھہ کر رہے ہیں - آج کی خبر ہے کہ چار ہزار ہندوستانیوں نے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ' رئیس الاحرار مسٹر گاندھی کی زیر ریاست کوچ کردیا ہے -

تمام لوگ زیادہ تر کارخانوں کے ملازم اور مزدور ہیں ' جنکی معیشت کا مدار زیادہ تر روزانہ یا ہفتہ وار اجرت پر ہے ' ایسی حالت میں ترک اشغال سے وہ جس مصیبۃ عظیمہ میں مبتلا ہوگئے ہیں ' اوس کا اندازہ ہر شخص بہ آسانی کرسکتا ہے - یہ سب کچھہ صرف اسلیے ہے کہ ہندوستان کے حقوق غیر ممالک میں محفوظ رہیں ! پس ہزار حیف سرزمین ہند پر ' اگر وہ اپنے ان محترم فرزندوں کی خبر نہ لے !

ہم ہندوستانیوں کے ساتھہ یہ طرز عمل نہ صرف جنوبی افریقہ میں بلکہ امریکا ' اسٹریا ' اور دیگر نو آبادیوں میں بھی ہے - ہم اپنی گورنمنٹ سے صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگر فرزندان ہند کو برطانی نو آبادیاں قبول نہیں کرتیں ' تو ہندوستان کو بھی کیوں نہیں اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے ثمرات و فوائد کا باب وسیع ' باشندگان نو آبادیہاے برطانیہ کے لیے بند کردے ؟ و لکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب -

اصل یہ ہے کہ جو درخت اپنی جگہہ پر قوی و توانا نہیں ' اسکی لکڑیوں کو کہیں بھی اچھی قیمت نہیں ملسکتی - عمدہ درخت کی لکڑی جہاں جائیگی ' شانۂ زلف بنکر دست حسن میں جگہہ پائیگی - پر جس درخت کی جڑ ہی میں نشو و نما نہ ہوئی ' وہ جہاں کہیں بھی لیجایا جائگا ' آگ اور شعلوں ہی کی نذر ہوگا :

تو نخل میوہ فشاں باش در حدیقۂ دہر
کہ کم درخت قوی خشک شد کہ بشکستند

سرزمین ہند کے فرزند جب خود اپنے والدین ہی کی گود میں مستحق عزت نہیں ' تو گھر سے باہر جاکر انہیں مطالبۂ عزت کا کیا حق ہے ؟ اصل شے قومی عزت ہے اور یہ مرکز و ملت سے ہے ' نہ کہ شاخوں اور افراد سے - آج ایک انگریز یا جاپانی دنیا کے کسی گوشے میں بھی جا کھڑا ہو ' وہ خواہ کیسا ہی ہیچ کارہ اور تکلیف دہ ہو ' لیکن اسکی نسبت قومی و وطنی زمین کے ذروں اور ہوا میں اوڑنے والے پرندوں سے اپنی عزت و عظمت کرالیگی !

لیکن آہ ' وہ بدبختان ہند ' جنکے لیے اپنے وطن کی نسبت مایۂ فخر نہیں بلکہ آلہ تحقیر ہے ' جب خود اپنی سرزمین ہی میں آرام پانے کے مستحق نہیں سمجھے گئے تو دوسرے ملکوں میں کیوں نہ ذلت و حقارت سے ٹھکرالیے جائیں ؟ اور پھر کیوں کوئی حکومت انکا ساتھہ دے ؟

جرم منست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

مطبوعات جدیده

دی کانپور مسوسک

THE CWANPORE MOSQUE.

مسجد کانپور

مسٹر بی - کے - داس - گپتا - سب ایڈیٹر " بنگالی " کلکته - قیمت - ۱ روپیه

حادثۂ مسجد کانپور اپنے اندر جو عبرتیں اور بصیرتیں رکھتا ہے ' اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اسکے واقعات کو محض اخبارات کے صفحوں اور زبانی روایتوں هی پر ضائع ہو جانے کیلیے نه چھوڑ دیا جاے ' بلکه وہ کسی زیادہ پائدار اور محفوظ صورت میں آجاے -

خود مجکو بھی خیال ہوا تھا کہ بعد اختتام مقدمه اسکے تمام حالات انگریزی اور اردو میں جمع کرکے شائع کیے جائیں -

لیکن هم سبکو ایک انصاف دوست بنگالی اهل قلم کا ممنون هونا چاهیے ' جس نے سب سے پہلے اس ضرورت کو پورا کردیا -

جن حضرات نے حادثۂ فاجعۂ کانپور کے زمانے میں هندوستان کے معزز ترین روز انه لسان حال ' " بنگالی " کو پڑھا ہے ' انھوں نے ابھی اُن سنجیدہ و بلیغ اور پر از واقعات و حوادث مضامین کو نہیں بھلایا ہوگا ' جو عرصے تک بنگالی میں اُسکے مراسله نگار خصوصی (اسپیشیل کارسپانڈنٹ) کے دستخط سے نکلتے رہے هیں ' اور جنھوں نے فی الحقیقت اس حادثه کے مظالم و خفایا کی تشہیر و اعلان اور حقیقت و اصلیت مستورہ کے کشف میں سب سے زیادہ حصه لیا ہے -

یه مکاتیب در اصل مسٹر بی - کے - داس گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی کے رقمزدہ تھے ' جنکو ادارۂ بنگالی نے مخصوص طور پر وقائع نگاری کیلیے کانپور بھیجا تھا -

مسٹر موصوف نے کانپور سے آکر تمام حالات و وقائع جمع کیے - اور بعض بعض ضروری چیزوں کی تلاش میں تکلیف و زحمت بھی برداشت کی - چنانچه اسکا پہلا حصه مرتب ہوکر شائع ہوگیا ہے اور دوسرا بھی آجکل میں نکل جائیگا - مجموعی قیمت دونوں حصونکی ایک روپیه کچھه زائد نہیں ہے ' کیونکه پہلے هی حصے کی ضخامت ۱۰۸ صفحے کی ہے - نیز متعدد هاف ٹون تصویریں بھی دی گئی هیں -

مسٹر بی - کے - گپتا نے زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ انکا مقصود اس کتاب سے جلب زر نہیں ہے - وہ اسکی آمدنی کا ایک حصه زراعانۂ کانپور کے فنڈ میں دینے کیلیے طیار هیں -

میں نہایت متاثر ہوا ' جب میں نے سرورق الٹا ' اور کتاب کے تہدیه و تعنون (ڈیڈیکشن) کا صفحه نظر آیا - مسٹر گپتا نے مندرجۂ ذیل لفظوں میں ' شہداء کانپور رضی الله عنهم و اعلی الله مقامهم کی مقدس یاد کے ساتھه اپنی کتاب کی تقدیس کی ہے :

To

The Memory of my Mussalman Country-men who lost their lives in the riot at Cawnpore, on the 3rd day of August 1913.

پہلا حصه کانپور امپرومنٹ اسکیم سے شروع ہوکر ایڈیٹر الهلال کے ورود کانپور کے ذکر پر ختم ہوگیا ہے - دوسرے حصے میں مقدمے کی مفصل روئداد ' نیز وہ تمام وقائع و حالات هیں ' جن پر اس افسانۂ خونین کا خاتمه ہوا -

کانپور امپرومنٹ اسکیم مشرح درج کی ہے - مسجد کی مطلوبه زمین کیلیے جیسی کچھه مضحکه انگیز قانونی کارروائی کی گئی ' وہ قابل مطالعه ہے ' اور قانونی طور پر زمین کے متعلق اصل مسئله رهی ہے - اسکے بعد اُن مراسلات کی نقل دی ہے جو اس بارے میں هز انر سر جیمس مسٹن اور مسٹر محمد علی میں هوئیں - پھر ۱ - جولائی کے حادثۂ انہدام اور ۳ - اگست کے قتل عام کی مشرح کیفیت درج کی ہے اور انکی سرگذشت سرکاری و غیرہ سرکاری ' دونوں ذرائع سے لی ہے - اسکے بعد " بنگالی " میں جو مبسوط مکاتیب انکے شائع ہوتے رہے ' اور کانپور میں رهکر جو کچھه انھوں نے واقعه کے تمام اجزا کی تحقیقات کی ' ان کو بعینسه درج کیا ہے اور یه کتاب کا اهم ترین حصه ہے -

اسکے بعد اس حادثه کے متعلق انگریزی اخبارات کی رائیں نقل کی هیں اور اس باب کو انگلستان کے اخبار The out look اور The Pall Mall Gazette کے مضامین سے شروع کیا ہے -

لکھنو کے ڈپوٹیشن کا ایڈرس اور اسکا جواب بھی اسی حصے میں آگیا ہے -

هر حیثیت سے یه ایک اهم مجموعه ہے - مجھے یقین ہے کہ هر شخص اسکا ایک ایک نسخه ضرور اپنے پاس رکھے گا - یه مسلمانوں کی موجودہ بیداری اور حسیات دینیه و ملیه کی ایک یادگار داستان ہے ' اور اسکا ایک ایک لفظ همارے پاس محفوظ رهنا چاهیے -

مسٹر گپتا نے اس معاملے میں اپنے قلم و دماغ سے جو بہترین خدمت حق و انصاف کی انجام دی ہے ' وہ ایک ایسا واقعه ہے جسکے تشکر و امتنان سے هم کبھی غفلت نہیں کرسکتے - اور اگر مسلمان بکثرت اس دلچسپ و نافع کتاب کو خریدینگے ' تو یه انکے قیمتی جذبات و عواطف کی ایک نہایت هی ادنی قسم کی شکر گذاری ہوگی -

درخواستیں " دفتر بنگالی - کلکته " کے پته سے آنی چاهئیں -

تاریخ دربار دهلی

سید ظہور الحسن مالک کارخانۂ احسن التجارت کوچه نظام الملک دهلی - قیمت - ۱ - روپیه - ۸ - آنه -

آخری دربار دهلی منعقدۂ ۱۲ - دسمبر سنه ۱۹۱۱ - کے حالات جمع کیے هیں - دربار کے موقعه پر جسقدر مراسم ادا هوے اور جسقدر مجالس و محافل منعقد ' اُن سب کے حالات کو الگ الگ عنوان سے مرتب کیا ہے - سب سے پہلے جلوس شاهی کی مشرح کیفیت دی ہے اور آخر میں تمام رؤسا و شرکاء دربار کی فہرست - کاغذ اور چھپائی پر تکلف ہے -

فصول مسعودیه

" مصنفه حضرة شاہ مسعود علی قلندر " حسب فرمایش " جناب سید شاہ ولایت احمد صاحب قلندر سجادہ نشین خانقاہ لاهرپور "

فارسی کا ایک ضخیم رساله ہے ' سلسلۂ قلندریه کے تمام شیوخ و اکابر کے حالات و ملفوظات اسمیں جمع کیے گئے هیں - ابتدا میں ایک مقدمه " فیوض مسعودیه " کے نام سے ہے ' جسمیں مصنف اور انکے خاندان کے حالات عنوان وار ترتیب دیے هیں - قیمت اور مقام اشاعت لوح پر درج نہیں - آسی پریس لکھنو میں چھپی ہے -

انتقاد

مجالس ذکر مولد (صلعم)

سیرۃ نبوی (صلی اللہ علیہ و صلعم)

ادارۂ سیرۃ نبوی

فقیر کا ایک مدت سے خیال ہے کہ سیرۃ نبوي میں ایک محققانہ و مفصل کتاب کي تدوین کے علاوہ (جیسي سیرۃ کبیر کہ مولانا شبلي نعماني مرتب فرما رہے ہیں) اور بھي بہت سي صورتیں ترتیب و اشاعت کي مطلوب و ضروري ہیں -

ازانجملہ سخت ضرورت ہے ایسے مختصر رسائل کي ' جن میں مباحث و مناظرات متعلق سیرۃ سے بکلي چشم پوشي کي جاے - صرف حالات زندگي صحت و تحقیق کے بعد درج کیے جائیں - اختصار ہر جگہ ملحوظ رہے ' اور صرف وہي مواقع مفصل ہوں ' جنکي تفصیل ہماري موجودہ عملي زندگي کیلیے اسوۂ حسنہ کي دعوت رکھتے ہیں اور جنکي نسبت ایک الہامي فکر نقاد کے ساتھہ کہا گیا تھا کہ "خلقہ القران" (آنحضرۃ کا خلق تعلیم قراني کي تصویر ہے) -

ان رسائل سے عام مطالعۂ و واقفیت اور اثر و اصلاح کے علاوہ مخصوص طور پر مقصود یہ ہے کہ مجالس ذکر ولادۃ نبوي کي اصلاح ہو - اور یہ جو ایک نہایت قوي رسم اجتماع و احتفال موجود ہے ' اس قوت سے اصلي و حقیقي فائدہ اٹھایا جاے -

میں ایک بار اسکي نسبت لکھہ چکا ہوں - میرے اعتقاد میں قرآن کریم جو ایک کتاب مسطور ' في رق منشور ہے ' اسکي لوح محفوظ حامل قرآن کي زندگي تھي ' اور میں "لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین" میں " نور "کو "کتاب" کا وصف نہیں سمجھتا ' بلکہ اُس وجود انسان کامل کي زندگي کو سمجھتا ہوں ' جسکي نسبت دوسري جگہ کہا گیا کہ " داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیرا "

وللناس فیما یعشقون ' مذاہب !

پس اگر ہمیں مسلمان بننے کیلیے قران کریم کي تلاوت کي ضرورت ہے ' تو یقین کیجیے کہ اسکو ایک عملي زندگي کي صورت میں دیکھنے کیلیے اس "اسوۂ حسنہ" کے مطالعہ کي بھي ضرورت ہے : لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنہ - اور یہ پچھلي ضرورت پہلي ضرورت ہي جتني ہے - پہلي سے کم نہیں :

في مذہبي ' یا نعم ھذ المذہب !

(مجالس ذکر مولد)

اسکا بہترین ذریعہ مجالس ذکر مولد نبوي ہیں ' بشرطیکہ اُن میں عام رسائل مولد کي جگہ ' جو بالعموم موضوعات و قصص اور غیر مفید و لا حاصل صرف عبارت و انشا کا مجموعہ ہیں ' پیش نظر طریقہ سے صحیح و محقق حالات حیات نبوي بیان کیے جائیں -

اس قسم کي چیزیں در اصل لکھنے اور پڑھنے کي نہیں ہیں - اسکے لیے ایسے لوگوں کي ضرورت تھي ' جو " سیرۃ نبوي " کے خطیب (لکچرر) ہوں - جنھوں نے اس موضوع خاص کا مطالعہ (یعني اسٹیڈي) کي ہو - جنکو اسمیں صاحب فن (اکسپرٹ) کا درجہ حاصل ہو - اور وہ ہر مجلس اور ہر جماعت کے سامنے ' اُس مجمع کي حالت ' ضرورت ' گرد و پیش ' اور مخصوص داعیات و احتیاجات کے مطابق ' سیرۃ نبوي پر خطبہ (لکچر) دیسکیں - کیونکہ ہر شہر ' ہر محلے ' ہر خاندان ' ہر جماعت ' اور ہر مجلس کي ضروریات یکساں نہیں - کسي جماعت کیلیے سیرۃ نبوي کا کوئي خاص حصہ زیادہ تفصیل چاہتا ہے ' کسي کے مخصوص و وقتي حالات کسي خاص موقع کے اطناب کے طالب ہیں - کسي کو (بدر) کي فتح کا واقعہ سنانا چاہیے اور کسي کو (احد) کي ہزیمت کے مصالح کے ذریعہ عزم و استقامت کي وصیت کرني چاہیے - کسي کیلیے مجاہدات و غزوات کے عزائم ضروري ہیں ' اور کسي کیلیے فتح مکہ کا عفو و صفح اور در گذر و کرم !

پھر ایک جماعت کے واقعات و حالات کے لحاظ سے ' اخلاق و خصائل نبوت میں سے کسي خاص خلق عظیم پر زور دینے کي ضرورت ہے ' اور دوسري کیلیے کسي دوسري حالت کي -

اگرچہ اس حیات طیبۂ مقدسہ کا کوئي فعل ایسا نہ تھا جو محبوب و محمود نہو - و کل ما یفعلہ المحبوب ' محبوب :

زفرق تا قدمش ہر کجا کہ مي نگرم
کرشمہ دامن دل مي کشد کہ جا اینجا ست !

لیکن تاہم وہ انساني زندگي کے ہر شعبے اور ہر حصے کیلیے اُسوۂ حسنہ ہے ' اور زندگي اور زندگي کے متعلقات کي صدہا صورتیں ہیں - کون ہے جو اس صحیفۂ نبوت کا اول سے آخر تک حق مطالعہ ادا کرسکتا ہے ؟ پس بجز اسکے چارہ نہیں کہ اپنے چہرۂ اعمال کے حسن و آرایش کا جو حصہ سب سے زیادہ بگڑ گیا ہو ' سب سے پہلے اسي کو اس آئینہ میں دیکھکر سنوار لیں -

(رسائل خطبات سیرۃ)

لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے لوگ کہاں سے آئیں ' اور اپنے جہل و بے مائیگیوں پر کہاں تک ماتم کریں ؟ اگر یہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ سیرۃ نبوي پر مختلف مقاصد اور مختلف پیرایۂ و ترتیب سے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے جائیں ' اور اُنھي کو لوگ مجالس میں پڑھدیا کریں - یا یاد کرکے مثل خطبہ کے سنا دیں -

ایک مجموعہ خطبات سیرۃ کا ہو ' جو صرف تعلیم یافتہ مجامع کیلیے مخصوص ہو - ایک مجموعہ صرف عام مجالس کیلیے - اور ایک بطور درس و مطالعہ کے بچوں اور عورتوں کي تعلیم کیلیے

سب سے پہلے کم از کم ان تین قسموں کي سیرتیں علاوہ سیرۃ کبیر کے ضرور ہي لکھني چاہیئں -

(اسلوب و زبان)

لیکن نہایت مشکل اور اہم مسئلہ اسکي زبان اور طرز تحریر کا ہے - علي الخصوص ایک ایسے عہد خیرہ مذاقي میں ' جب کہ لوگ فن بیان و انشا پردازي کا شوق تو پیدا کرلیتے ہیں ' لیکن اسکے مواقع استعمال اور صحیح مفہوم بلاغت سے بے خبر ہیں -

جو مجموعہ خطبات کا مجالس و محافل ارباب علم و فکر کیلیے ہو ' اسکا انداز تحریر اور ہونا چاہیے ' اور مجالس عامہ کیلیے اور -

ایک میں تاریخ و سیرۃ (بائیوگریفي) کے اسلوب (اسٹایل) کے ساتھہ اگر باعتدال و بلا اغراق و تغلیب ' طرز بیان میں انشا پردازانہ علو و رفعت بھي پیدا کي جاے تو مضائقہ نہیں ' کیوں کہ

موضوع كي بلندي خود مستحق رفعت هے - ليكن دوسرے ميں تاريخ كي جگه اصلاح و دعوة كا مقصد پوشيده اور مخاطب عامة الناس ' اسليے نه تو اسلوب بيان مورخانه و فلسفيانه هو ' اور نه بلند و عالمانه ' بلكه نهايت عام فهم و سليس اور محض سادا و سهل ' با اين همه ' سادگي بيان كے ساتهه ضرور هے كه بغير كسي انشا پردازانه پيچ و خم كے ' اپنے اندر ايک ايسی بے امان تاثير بهي ركهتا هو كه سننے والے اسكے هر لفظ پر بے اختيار دل و جاں سپرد كر ديں ! و ان من البيان لسحرا -

جس بات كو ميں نے يہاں چند سطروں ميں لكها هے ' غور كيجيے تو يه ايک نهايت نازک او ر دقيق نكتۀ بلاغت هے ' او ر افسوس كه اقلم عصر كو اس كا حس نہيں -

بڑي مشكل يه هے كه ايک عرصے سے عام لوگ ذكر ميلاد كی مجالس ميں ٹهمري ٹهپه كے عادي هوگئے هيں - مجهكو بهت سي ايسي صحبتيں ياد هيں' جہاں غزلوں كے مطالب اور صراحت خطاب و ضمير سے اگر قطع نظر كرلی جاتي' تو يه بتلانا محال هوجاتا كه ايک مقدس ذكر دينی كي صحبت ميں بيٹهے هيں ' يا كسي نو اموز مگر صحيح معنوں ميں خوش گلو مغنيه كے سامنے - ميں يه كهنے سے نهيں شرماتا كه موسيقي كو نهايت محبوب ركهتا هوں اور چونكه دل ركهتا هوں' اسليے اس شے سے قطع تعلق نہيں كر سكتا ' جس كا تعلق دل كے ساتهه ' جسم اور روح كا تعلق هے' ليكن تاهم يه تو كوئي شخص بهي پسند نہيں كر سكتا كه مجالس دعوت مقدسة و مذاكرت دينيه كو موسيقی كے مشتبه جذبات سے آلوده كيا جاے -

ميرے خيال ميں اس ذكر مقدس كيليے يقيناً يه ايک نا قابل تحمل گستاخي هے -

پهر ظاهر هے ده يه نئے خطبات سيرة تو اس عنصر دلكش سے بالكل خالی هونگے - انكے پڑهنے كا انداز بهي روضه خواني كي طرح نہيں بلكه ايک وعظ كي طرح بالكل تحت اللفظ هوگا - اصلاح كے كاموں ميں لوگوں كی دلچسپي كے قيام اور توجه كے بقاء سے كسي طرح چشم پوشي نہيں كي جا سكتي ' ورنه اصل مقصود فوت هوجاے - پس نهايت ضروري اور اساسی امر يه هے كه انكے اسلوب بيان و طرز تحرير ميں كچهه ايسي باتيں بهي جمع كي جاليں ' جنكا اثر و كشش ' تمام عوام پسند اجزائے ميلاد كي پوري پوري تلافي كردے ' اور طريق و اداب خطبات ' و رسم مواعظ و دعوة بهي هاتهه سے نه جاے -

(ادارۀ سيرة نبـوي)

ان خطبات كي ضرورت تو مجالس دكر مولد كے خيال سے هے - ليكن انكے علاوه بهي مختلف انداز بيان و ترتيب ' اور تلخيص مطالب و مسائل كے ساتهه سيرة نبوي كو مرتب كرنے كي ضرورت هے ' جو طرح طرح كي اشكال دعوت و اثر ميں اس اسوۀ حسنۀ الهيه كو اهل اسلام وغير اهل اسلام كے سامنے پيش كرے -

ضرورت تهی كه ايک خاص اداره " سيرة نبوي " كي غرض سے قائم كيا جاتا ' جس كا كام مسلسل اور دائمي هوتا ' اور جو اس بارے ميں تحقيقات و انكشافات فن كي مصروفيت كے ساتهه ' سيرة كے چهوٹے بڑے' مختلف اشكال و مقاصد كے ايڈيشن بهي شائع كرتا رهتا -

كاش موجوده ادارۀ سيرة جو شمس العلما مولانا شبلي نعماني كے زير ادارة قائم هے ' تكميل سيرة كبير كے بعد بهي اپنے كام كو جاري ركهے' اور ايک با قاعده جماعت اس مقصد اعظم و اقدم كو اپنے هاتهوں ميں لے لے ' جو اصلاح و بقاے ملت و دعوة ديانة حقۀ اسلاميه كيليے بمنزلۀ اساس كار و بنياد جميع مساعي و مباني هے -

(احتـفـال مـولـد نبـوي)

مجهكو كئي بار خيال هوا كه ايک دو رسائل سيرة نبوي پر متذكرۀ صدر اصولوں كو پيش نظر ركهكر لكهوں ' اور آج اس مبحث كو زياده تفصيل كے ساتهه لكها بهي اسي ليے تا كه ارباب قلم و نظر كو اس طرف توجه هو اور ايک ابتدائي مشوره انكے سامنے آجاے - اگر ماه ربيع الاول قادم تک كسي بزرگ نے اسكي طرف توجه نه كي تو چند خطباة سيرة پر لكهونگا - نيز كوشش كرونگا كه كسي بڑے شهر ميں ايک احتفال عظيم اس مقصد سے منعقد هو اور اس ميں صرف سيرة مبارک پر مختلف ارباب علم و خبرة خطبات ديں - يه خيال بهي مجهے عرصے سے هے - امسال لاهور يا لكهنو ميں بماه ربيع الاول ايک مركزي مجلس ضرور منعقد كرنا چاهيے - و ما توفيقی الا با لله -

العجميل

۱ - و ربيه : سيد سبط الحسن - ڈاكخانه حسين آباد - ضلع مونگير -

اس مسئله كی طرف اس وقت انتقال ذهني اسليے هوا كه ريويو كيليے مدت كي پڑي هوئي كتابيں نكلوائيں تو ايک رساله " العجميل " نامي اسي موضوع پر نظر آگيا -

آنحضرة صلی الله عليه وسلم كي سيرة ميں يه ايک نيا رساله لكها گيا هے جسميں اختصار كے ساتهه قبل از ولادت و حالات خانداني سے ليكر وفات تک كے حالات ' صاف اور عام فهم اردو ميں جمع كرنے كي كوشش كي هے - مرتبه مولوي سيد محمد نور صاحب بهاري -

كتاب ۱۲۸ - صفحه كی هے اور فهرست سے معلوم هوتا هے كه تقريباً تمام حالات زندگي جمع كيے گئے هيں - ديباچه ميں لكها هے كه سيرة نبوی كو بچوں كی تعليم ميں داخل هونا چاهيے اور اسي خيال سے اردو ميں يه رساله مرتب كيا جاتا هے -

پوري كتاب نہيں ديكهه سكتا - بعض مقامات پڑهے تو عبارت صاف اور سليس نظر آئي اور طرز ترتيب آجكل كے مذاق كے مطابق - به حيثيت مجموعي يه رساله بهت غنيمت معلوم هوتا هے اور آجكل كے رائج و معروف ذخيرۀ سيرة كي جگه بهت بهتر هے كه لوگ اس كتاب كو پڑهيں - البته چند باتوں كا مولوي صاحب خيال ركهتے تو بهتر تها :

(۱) اگر مقصود بچوں اور عورتوں كا بهي مطالعه هے تو اتني ضخامت مناسب نہيں اور نه هر طرح كے حالات كي ضرورت - هر تصنيف ميں مقدم شے قارئين و مخاطبين كي ضروريات و حالت كا صحيح اندازه كرنا هے -

(۲) جن كتابوں سے حالات ليے هيں اور ديباچه ميں انكا تذكره كيا هے' وه بغير نقد و تحقيق كسي طرح معتبر و مستند نہيں - ديباچه ميں لكهتے هيں :

" عربي ميں بڑي بڑي ضخيم كتابيں تاليف هوئيں جن ميں سواے موضوع ' صحيح ' سقيم ' مرسل ' منقطع ' مفصل كا اضافه بهي شامل تها - ان ميں صحيح تر سيرة حافظ ابو الفتح' ابن هشام ' سيرة شامي ' سيرة حلبيه هے ليكن انقلاب زمانه سے جب دوسري زبانوں ميں ترجمه يا ملخص هونے لگا تو ضعاف اور موضوع كے علاوه نفس واقعات او ر حوالے ميں بهي تصرف كيا گيا "

ليكن يه صحيح نہيں - اول تو " سواے موضوع ' صحيح' سقيم" كا مطلب معلوم نہيں كيا هے ؟ پهر جن كتابوں كو " صحيح تر " كہا

ہے ' اُن میں سواے " ابن ہشام " کے کوئي بھي " صحیح تر " نہیں - حافظ ابو الفتح سے نہیں معلوم کونسي کتاب مراد ہے ؟

سیرۃ شامي محمد بن یوسف صالحي (المتوفي سنه ۹۴۲ھ) کي تصنیف ہے ' یعنے دسویں صدي ہجري کي - مصنف وسیع النظر ضرور تھا - چنانچہ دیباچہ میں لکھا ہے کہ " میں نے سیرۃ کي تین سو سے زائد کتابیں دیکھیں " تاہم طریق جمع و انتخاب و نقد و تحقیق سے خالي اور رطب و یابس سے مملو ہے - نیز متاخرین کے عام انداز کے مطابق محدثانہ روش سے بھي خالي -

اسي کتاب کا خلاصہ " سیرۃ الحلبیہ " ہے ' جسے علي برہان الدین حلبي (المتوفي : ۱۰۴۴) نے سیرۃ شامي سے اخذ کرکے مع اضافۃ بعض الزیادات مرتب کیا ' مگر یہ بھي سیرۃ کي عام کتابوں کي طرح معمولي انداز جمع و ترتیب سے لکھي گئي ہے ' اور بہ نسبت دیگر کتابوں کے " صحیح تر " کے لقب کي مستحق نہیں -

کچھہ شک نہیں کہ یہ تمام کتابیں جامع ترین مواد سیرۃ ہیں جنسے محدثانہ نقد و تحقیق و نظر درایت کے بعد سیرۃ کي کتابیں مرتب کي جا سکتي ہیں ' لیکن اسکي تو کسي طرح مستحق نہیں کہ " سیرۃ ابن ہشام " کي صف میں اُنہیں جگہ دي جاے اور اسکي طرح " صحیح تر " سمجھا جاے ' جو فن سیرۃ میں اقدم و اول ' اور بمنزلۂ اُم الکتب ہے -

یہ بھي صحیح نہیں کہ غلط و موضوع واقعات کي شہرت ' ان کتابوں کے غلط حوالوں کا نتیجہ ہے - مجھے اُردو یا فارسي کي کوئي کتاب معلوم نہیں جس نے غلط ترجمہ کیا ہو - اصلي سبب نقد و تحقیق کا نہونا ' اور محض عقیدۃ و حسن ظن کو بنیاد تاریخ و سیرۃ قرار دینا ' اور کتب دلائل و خصائص مثل دلائل ابو نعیم و خصائص سیوطي وغیرہ کي عام اشاعت و مقبولیت ' اور سب سے زیادہ جماعۃ قصاص و وعاظ کا گرمي مجلس و عوام فریبي کیلیے اس قسم کي چیزوں کو بسعي و جہد شائع کرنا ہے -

مولوي صاحب نے اپنا ماخذ اصلي سیرۃ حلبیہ اور سیرۃ سید احمد بن دحلان کو بتلایا ہے - حالانکہ وہ بغیر کسي واسطہ کے خود ابن ہشام سے فائدہ اٹھا سکتے تھے جو اب مصر میں بھي (زاد المعاد) کے حاشیہ پر چھپ گئي ہے - اور خود حجۃ الاسلام علامۂ ابن قیم کي کتاب (زاد المعاد) اس باب میں سب سے زیادہ نافع تھي جس کا اُنہوں نے مطالعہ نہیں کیا -

(سید احمد بن دحلان) زمانۂ حال کے مصنف ہیں - مکہ معظمہ میں شوافع کے مفتي تھے - اُنہوں نے متعدد کتابیں لکھي ہیں اور اس دور کے مصنفین میں کئي حیثیتوں سے بہت غنیمت ہیں - انکي سیرۃ بھي نسبۃً اختصار و ترتیب کے لحاظ سے بہت اچھي ہے تاہم اعتماد کیلیے کافي نہیں -

ضمني طور پر جن کتابوں کا نام لکھا ہے ' ان میں تاریخ الخلفا ' تفسیر خازن ' مدارک ' اور احیاء العلوم بھي ہے - لیکن ایک سیرۃ کي کتاب کو جسکا اصل ' فن حدیث ہے ' ان کتابوں سے کیا واسطہ ؟

ایک کتاب " اسماء الرجال " نامي بھي لکھي ہے - لیکن اس نام کي کوئي کتاب دنیا میں نہیں ہے -

(۳) آغاز کتاب کے دو تین صفحہ دیکھہ سکا - جاہلیت عرب کا حال لکھتے ہوے سودہ بنت زہرہ کا واقعہ لکھا ہے جو بے اصل ہے - کہانۃ کے بارے میں جو جملۂ معترضہ آگیا ہے ' وہ بھي صحیح نہیں اور بالکل بے موقعہ ہے - واقعۂ ولادت کے تذکرہ میں حضرۃ عباس کي روایت سے جو حدیث درج کي ہے ' قابل احتجاج نہیں اور خود حافظ سیوطي خصائص کبری میں اسکو نا قابل اند راج و استدلال تسلیم کر چکے ہیں - حضرۃ عیسی اور حضرۃ موسی وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام کي نسبت لکھدیا ہے کہ وہ سب کے سب مختون پیدا ہوے تھے مگر اسکا بھي کوئی ثبوت نہیں - محض بے اصل ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم تحقیق و نقد ' و عدم حصول کتب معتبرہ ' و قلت اعتناء فن کي وجہ سے تمام کتاب میں اور بھي بہت سي باتیں اسي طرح رطب و یابس ہونگي -

(۴) عبارت میں بھي شگفتگي کي کمي ' اور عدم سلاست جا بجا ہے - ایسي کتابوں میں جنسے مقصود عورتوں ' بچوں ' اور عام اردو خواں طبقہ سے مخاطب ہو ' عبارت کے مسئلہ کو بھي کم ضروري و اہم نہیں سمجھنا چاہیے -

امید ہے کہ مولوي صاحب دوسرے ایڈیشن میں ان امور کا خیال رکھیں گے - کچھہ شک نہیں کہ انکا ارادہ اور انکي مبارک سعي یقیناً مستحق تعریف و تشکر ہے -

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعني اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کي نظر سے گذر جاے ' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ' تو اُس کي صرف ایک ہي صورت ہے - یعني یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معني پچیس ہزار بھي نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہي اس امر کي واقعیت سے بھي آجکل کسي با خبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کي نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئي مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپي ہوي چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کي جماعت کون رکھتي ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے ' اور یہ قطعي ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب ' جس بیقراري ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکي اشاعت کا انتظار کرتي ہے - اور پھر پرچے کے آتے ہي جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے ' اسکو آپ اپنے ہي شہر کے اندر خود اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں -

اُس کي وقعت ' اُن اشتہارات کو بھي وقیع بنا دیتي ہے ' جو اُسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات ' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسي کے اصول پر صرف اُسي میں چھپ سکتے ہیں -

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دي گئي ہے -

منیجر الہلال الکٹریکل پرنٹنگ ہاوس -

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

مذاکرۂ علمیہ

تقدم علوم و معارف

سنه ۱۹۱۲ میں

(۱)

کیا عجیب اختلاف احوال ہے !

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ ہمارے اسلاف پیشین ہم کو جو ذخیرۂ معارف سپرد کرگئے ہیں ' اوس میں ایک ذرہ کا اضافہ بھی ناممکن یقین کیا جاتا ہے' اور علوم قدیمہ کا بھی یہ حال ہے کہ جب ہماری مجلس کا کوئی گراں پایہ ممبر اٹھہ جاتا ہے تو پھر اوس کا کوئی جا نشین پیدا نہیں ہوتا -

دوسری طرف اسی آسمان کے نیچے ایک دوسری آبادی ہے ' جہاں کی نسل ہمیشہ اپنے اسلاف کی متروکات علمیہ کو تعجب انگیز ترقی دے رہی ہے ' اور جب اوس آبادی کا کوئی فرد اپنی جگہ خالی کرتا ہے تو اپنے سے ایک بہتر شخص کو اپنا جانشیں بنا جاتا ہے !

یورپ کی تمام شاخہاے زندگی کی طرح اسکی علمی زندگی بھی شغف ' حوصلہ مندی' سرگرمی' اور استقلال کی روح سے لبریز ہے ' یورپ میں علمی زندگی کی ہر دلعزیزی و محبوبیت کا اندازہ علماء علوم وفنون کی اس تعداد سے ہوسکتا ہے جو سنہ ۱۳ ع کی دلیل انگلستان (گائڈ بک) مطبوعہ لندن میں شائع ہوئی ہے اور جو بالتفصیل درج ذیل ہے -

امریکا	۱۶۷۸
انگلستان	۴۴۷۲
جرمنی	۱۲۸۰
فرانس	۱۴۲۳
آسٹریا	۳۴۸
اٹلی	۴۱۵
سویزر لینڈ	۲۱۴
کنیڈا	۱۴۶
سویڈن	۱۰۹
روس	۹۷
ڈنمارک	۹۳
بیلجیم	۹۰
ناروے	۸۸

گائڈ بک میں صرف انہیں چیزوں کا ذکر ہوتا ہے جو کوئی خاص اہمیت و عظمت رکھتی ہیں' اسلیے یقیناً اسمیں ہر سند یافتہ یا ہر اسکول کا ٹیچر اور کالج کا پروفیسر شامل نہ ہوگا ' بلکہ یہ جماعت ہوگی صرف ان اشخاص کی ' جو صحیح معنی میں اہل علم ہیں' اور علمی زندگی بسر کر رہے ہیں -

یورپ میں علم کی سرعت رفتار کا یہ عالم ہے کہ اسکی ترقی و انقلاب کی ہر سال ایک سالانہ روداد شائع کی جاتی ہے - چنانچہ ایک مشہور مجلۂ علمیہ نے گزشتہ سال کی روداد بھی ایک مضمون کی صورت میں شائع کی ہے- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ ربع قرن میں علم نے یورپ میں کہاں تک ترقی کی ؟ ہم اسکے بعض حصص کا خلاصہ شائع کرتے ہیں - یہ ایک اجمالی بیان ہوگا جس میں صرف چند اصناف علم اور انکے متعلق بھی چند مخصوص ترین اکتشافات و اضافات کا ذکر ہے- و علی کل حال' فیہ تبصرۃ لمن القی السمع و ہو شہید -

(علم الحیاۃ)

اس علم میں اہم ترین اضافہ' وہ مشہور خطبۂ رئیسیہ (پریسڈنشل ایڈ ریس) ہے جو پروفسر شیفر نے مجمع تقدم العلوم البرطانی (برٹش اکاڈیمی) کے جلسہ منعقدہ (ڈنڈی) میں پڑھا تھا - اس خطبہ کے شائع ہوتے ہی بحث و انتقاد کا دروازہ کھلا اور اعتراضات و جوابات نے مجلات علمیہ کے صفحات پر ایک قلمی جنگ برپا کردی (۱) -

جیسا کہ پرو فیسر شیفر نے اپنے خطبۂ رئیسیہ میں بیان کیا ہے' (حیات) کی تعریف ایک ایسی گرہ ہے ' جسکے کھولنے سے اساطین فن ہمیشہ عاجز رہے ہیں -

(اسپنسر) کا شمار ائمہ فن میں ہے اور مبادی علم الحیات پر اسکی کتاب لٹریچر کی اس شاخ میں ایک عدیم النظیر اضافہ ہے- (اسپنسر) نے اس کتاب کے در باب تعریف حیات کے لیئے وقف کیے مگر اس سعی طویل کا ماحصل صرف یہ نکلا کہ وہ کچھہ تعریف نہ کرسکا اور بالاخر اپنے عجز قصور کا اوس نے اعلان کیا-

یہی وجہ تھی کہ پروفیسر شیفر اپنے خطبہ میں مسئلہ تعریف کو غیر منحل چھوڑ کے آگے بڑھگئے ' اور ایک ایسے رسمی و غیر متوقع الحصول مقصد کے پیچھے اپنا وقت ثمین ضائع نہیں کیا ' جسکا حصول (اگر ہوتا) تو فن کو کوئی مخصوص مفاد اساسی نہ پہنچا سکتا -

مگر با ایں ہمہ حیات کی تفسیر و تشریح نا گزیر ہے اور پروفیسر شیفر اس جماعت کے ساتھہ ہیں جو اسکو " عمل آلی " قرار دیتا ہے -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ (حیات) کے متعلق دو مذہب ہیں - ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ حیات ایک مستقل بالذات شے ہے اور جسم و حیات کی نسبت ظرف و مظروف کی ہے -

اسکو یوں سمجھیے کہ ایک غبارہ گرم پرواز ہے - اسمیں دو چیزیں ہیں - غبارہ اور وہ دہواں یا گیس' جو اسمیں بھرا ہوا ہے - گو پرواز غبارہ کا فعل ہے مگر ہے اثر گیس کا ' اور گیس بجاے خود کوئی ایسی چیز نہیں' جسے کسی عمل کیمیاوی نے غبارہ کے اجزا سے پیدا کیا ہو' بلکہ ایک مستقل شے ہے جو اسمیں داخل کی گئی ہے -

قریباً یہی حالت جسم و حیات کی بھی ہے - اسی جماعت میں وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ حیات کرہ ارض میں پیدا نہیں ہوئی

(۱) یہ خطبہ الہلال جلد ۲ - نمبر ۱۳ - و ۱۴ - میں ملخصاً شائع ہوچکا ہے - منہ

ہے بلکہ کسی اور سیارے سے آئی ہے - (۱)

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حیات کوئی مستقل بالذات شے نہیں بلکہ یہ وہ عمل کیمیاوی ہے جو زندہ جسم کے عناصر میں ہوتا رہتا ہے -

یعنی جسطرح شیشے کی سختی ' سونے کی لچک ' پانی کا سیلان ' کوئی مستقل بالذات شے نہیں ' بلکہ مادہ کے مختلف طبیعی یا کیمیاوی خواص ہیں - اسیطرح حیات بھی زندہ اجسام کا کیمیاوی خاصہ ہے - اسی لیے اصطلاح میں اس عمل کو " عمل آلی " کہتے ہیں ' اور اس مذہب کو " مذہب آلی -

" مذہب آلی " کے مریدین میں پروفیسر (جاک لوبی) بھی ہیں - یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے دریا کے پانی میں بعض مادے ملائے تھے اور اس آمیزش کے بعد بعض بحری حیوانات کے انڈوں میں سے تلقیح کے بغیر اسی قسم کے بچے نکلے تھے -

(حیات منفصل)

کیا کوئی عضو کسی جسم حیوانی سے علحدہ ہونے کے بعد زندہ رہ سکتا ہے ؟ یہ سوال سال گذشتہ سے پہلے مستبعد و نا قابل پرسش تھا ' مگر اب ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے - موسیو (کارل) نے عملیات جراحیہ کے اثنا میں اپنے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ بعض کیمیاوی تدابیر سے عضو مقطوع ۱۶ - سے ۲۰ - دن تک زندہ رہ سکتا ہے -

یہ مسئلہ دلچسپ اور تفصیل طلب ہے مگر افسوس کہ یہ موقع نہیں - اسلیے تفصیل قلم انداز کرتے ہیں - ان شاء اللہ مضمون کے آخر میں اس موضوع پر مفصل لکھینگے -

(علم الجغرافیہ)

سال گذشتہ جغرافی تحقیقات کے لیے مختلف مہمیں روانہ ہوئی تھیں - انمیں سے جاپانی مہم جو لفٹننٹ (شیراسی) کی سرکردگی میں تھی ' قطب تک پہنچنے سے پہلے ناکام واپس آئی - (امنڈسن) اور (اسکاٹ) کی مہمیں قطب تک پہنچیں - انکے حالات (الہلال) جلد دوم میں مفصل شائع ہو چکے ہیں - اس لیے قلم انداز کیے جاتے ہیں -

(ستیفن ؟) اور (انڈرسن) نے خلیج کاتوبج کے جزائر میں کچھہ ایسے لوگ دریافت کیے ہیں جنکے بال سرخ ' آنکھیں کرنجی ' اور رنگ سفید ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سویڈن اور ناروے کے رہنے والے ہیں جو بہت عرصہ ہوا ' اسطرف نکل آئے تھے -

(علم الارض)

زلزلوں کے سبب کے متعلق علما میں شروع سے سخت اختلاف چلا آتا ہے - حکماء متقدمین میں سے ارسطو اور فیثاغورس وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ اسکا سبب ہوائیں ہیں - طالیس اور سنیکس وغیرہ اسکا سبب پانی کو قرار دیتے ہیں - کلدانی منجم اجرام سماویہ کو اس کا باعث بیان کرتے تھے -

متقدمین کی طرح متاخرین کی آراء بھی اس باب میں متعدد اور سخت متعارض ہیں - ان اراء کے استقصاء کا یہ موقع نہیں - انمیں سے سب سے آخری اور فی الحال معتمد علیہ یہ راے تھی کہ جوف زمین میں اس عہد کی آگ کا ایک حصہ باقی ہے ' جبکہ یہ ایک گولہ آتشیں ہو رہا تھا - اس آگ میں جب کسی وجہ سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے تو زمین کانپنے لگتی ہے - یہی لرزہ ہے جسکو ہم زلزلہ کہتے ہیں -

مگر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ زلزلے زمین کے بعض طبقات کے دھسنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں -

خیال یہ تھا کہ ان سنگین طبقات کا دل جو دھستے ہیں ' ۱۲ - میل سے زیادہ نہیں ہوتا - اس کے بعد کے طبقات ضغط و فشار کی وجہ سے پھٹتے نہیں بلکہ سیال مواد کی طرح ہلنے لگتے ہیں -

بعض لوگوں نے یہ تجویز کی تھی کہ ایک کواں کھودا جاے ' اس کواں کی کھدائی اسوقت تک جاری رہے ' جب تک کہ وہ سنگین طبقات سے گذر کے نرم حصے تک نہ پہنچ جاے - مگر اس تجویز پر اسوقت یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس نرم حصے تک پہنچنا نا ممکن ہے کیونکہ اس حد تک پہنچنے سے پہلے زمین کا فشار اسقدر بڑھجائیگا کہ بالاخر کنوئیں کے دونوں پہلو مل جائینگے -

اسوقت یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ کانیں زیادہ عمق میں نہیں ہوتیں - مگر تازہ تجارب نے یہ ثابت کیا ہے کہ کانیں بہت زیادہ عمق میں بھی پائی جاتی ہیں - ۱۷ - سے ۲۰ - میل عمق تک قشر زمین کا (زمین کے چھلکے کا) معمولی فشار خندق کے دونوں پہلؤں کو نہیں ملاتا ' پس ۲۰ - میل عمیق خندق میں انسان جا سکتا ہے -

ساحل ترندالی کے قریب زمین پھٹی - اسکے بعد نیچے مٹی اور پتھر نکلے اور انہیں پتھروں اور مٹی کے ڈھیر سے ایک جزیرہ بنگیا - اسوقت سطح آب سے اس جزیرہ کی بلندی ۱۴ - قدم (فیٹ) ہے -

(الطب و الجراحہ)

(سرطان) کے اسباب ابھی تک دریافت نہیں ہوے ' اسی سے اسکا کوئی کامیاب علاج بھی ایجاد نہ ہوسکا - لیکن اگر سرطان آغاز ظہور میں تشخیص کرلیا گیا ' اور نکال بھی لیا گیا تو پھر شفا یابی کا پہلو غالب ہو جاتا ہے - شعاعہاے (رنتجن) اور (ریڈیم) صرف اس حصہ کے لیے مفید ہیں ' جو عمل جراحی کے بعد رہجاتا ہے ' مگر ڈاکٹر انٹر اپنا تجربہ اسکے خلاف بیان کرتے ہیں ۔ انکا بیان ہے کہ انھوں نے ریڈیم کے ذریعہ عمل جراحی کے بغیر چار ایسے مریضوں کو اچھا کیا ' جنکے چہرے میں سرطان تھا ' اور چھہ ایسے مریضوں کو بھی جنکے جبڑے میں سرطان تھا - ان کے علاوہ بعض ایسی عورتوں کو بھی اچھا کیا جنکے رحم میں سرطان ہوگیا تھا - ان تمام شفا یاب مریضوں میں سے کسی کو بھی پھر سرطان نہیں ہوا - یہ ان شعاعوں کی ایک عجیب و غریب خاصیت بیان کی جاتی ہے کہ وہ صرف انہیں انسجہ میں اثر کرتی ہیں ' جنمیں مادہ سرطانی ہوتا ہے -

ان شعاعوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو ہفتہ تک مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے تو ان سرطانی خلایا میں ایک قسم کی تجویف پیدا ہو جاتی ہے - یہی تجویف بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتی ہے کہ سرطان بالکل جاتا رہتا ہے - (البقیۃ یتلی)

---

(۱) ہمارے ہاں علماے متکلمین اسلام کا بھی یہی مذہب ہے اور اس سے حسب اصول مذہب و ادیان ' یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کے فنا کے بعد بھی نفس زندہ رہتا ہے ' کیونکہ وہ جسم سے علحدہ اپنا مستقل وجود رکھتا ہے - کئی بار ارادہ ہوا کہ ایک مضمون صرف اس موضوع پر لکھا جاے کہ متکلمین اسلام نے فلسفۂ و مباحث علوم میں ضمناً پڑکر جو بعض اصول قایم کیے تھے ' تحقیقات جدیدہ اب انکو تسلیم کرتی جاتی ہیں -

وثائق و حقائق

باب التفسیر

سلسلۂ قصص بني اسرائیل

(۳)

قتـــل نـفس

— : * : —

حقوق و فرائض عباد میں سے سب سے اول و افضل فرض یه هے که هر انسان دوسرے انسان کي زندگي کي حرمت اور اُس کي جان کي عزت کرے - جب تـک حرمت زندگي و عزت جان نهیں ' اُس وقت تک دنیا میں راحت و اطمینان بهي نهیں -

(قابیل و هابیل)

کتب الهیه نے بتایا هے که اس بدترین فعل شیطاني کا مبتدع اول وه گنهگار انسان (قابیل) تها ' جسکے سوء نیت اور خباثت قلب کو دیکهکر خدا نے قربانگاه میں اوسکي قرباني قبول نه کي ' لیکن اوسکے بهائي (هابیل) کي قرباني قبول هوئي که وه نیت کا خالص اور دل کا نیک تها - یهیں سے قرباني کي حقیقت بهي سمجهه میں آسکتی هے که وه جانور کي گردن سے خون گرانے کا نام نهیں ' بلکه نیکی اور پاکی کے چند قطرات خونیں سے عبارت هے ' جو خدا کے نام پر دل سے که مستقر خیالات هے ' ٹپکیں :

لن ینال الله لحومها	خدا کو قرباني کا گوشت اور خون
ولا دماءها ولکن یناله	نهیں پهنچتا ' بلکه صرف تمهاري
التقوى منکم (۲۲ : ۳۸)	نیکي هي خدا تـک پهنچتي هے -

(قابیل) نے دیکها که خدا نے اوسکے بهائي (هابیل) کي قرباني کو قبول کي عزت بخشي لیکن اوسکي قرباني کو عزت نه دي ' وه رنجیده هوا ' اور اپنے بهائي کے خون سے اپنا هاتهه رنگین کیا - (توراة - پیدائش ۴ : ۴) -

قرآن مجید نے اسي قصه کو ان الفاظ میں دهرایا هے :

واتل علیهم نبأ ابني آدم	اے پیغمبر ! ان لوگوں کو آدم کے
بالحق اذ قربا قربانا	دو بیٹوں کا سچا قصه سنا دے - جب
فتقبل من احدهما ولم	دونوں نے خدا کے حضور اپني اپني
یتقبل من الاخر '	قربانیاں پیش کیں تو ایک کي
قال لاقتلنك ' قال انما	قبول هوئي اور دوسرے کي قبول نه
یتقبل الله من المتقین '	هوئي - جس کي قبول نه هوئي اوس
لئن بسطت الي یدک	نے اپنے بهائي سے کها که میں تجهکو
لتقتلني ما انا بباسط	قتل کروں گا - بهائي نے کها: قرباني
یدي الیك لاقتلك '	خدا نیکوں کي قبول کرتا هے اور تم
اني اخاف الله رب	اگر میرے قتل کے لیے هاتهه بڑهاتے
العالمین ' اني ارید ان	هو تو بڑهاؤ ' لیکن میں تو نهیں بڑهاتا -
تبوأ باثمي و اثمك	میں اپنے خدا سے ڈرتا هوں - میں
فتکون من اصحاب النار '	چاهتا هوں که میرا اور اپنا ' دونوں کا گناه
وذلك جزاء الظالمین '	تم هي اٹهاؤ اور دوزخ کے سزاوار
فطوعت له نفسه قتل	بنو که ظالموں کي یهي جزا هے - پهلا
اخیه فاصبح من الخاسرین	بهائي اپنے نفس کا مطیع بنکر اپنے
(۳۰ : ۳۳)	بهائي کا قاتل هوا - اور مبتلاے خسران !

یه پهلي خونریزي تهي جو دنیا میں هوئي ' اور خون بے گناهي کا پهلا قطره تها جو زمین پر گرا - دنیا میں جب کبهي اس کي مثال ظاهر هوگي ' تو آدم کا قاتل فرزند هي اوس کا ذمه دار هوگا که اس شرارت کا تخم زمین میں سب سے پہلے اوسي نے بویا -

حدیث صحیح هے :

لا تقتل نفس الا کان لابن	دنیا میں جب کوئي مظلوم قتل
ادم الاول کفل منها	کیا جاتا هے تو آدم کے فرزند اول کو
(بخاري) -	بهي اوس میں سے حصه ملتا هے -

(نیکي اور بدي کا بیج)

اسي طرح هر نیکي کا مبتدع اور فاعل اول ' جب تـک وه نیکي دنیا میں باقي هے ' اوسکے ثواب عمل سے بهره ور هوگا ' کیوں که سب سے پہلے اُسي نے دنیا کو یه نیکي سکهائی - یهي مطلب هے اس حدیث مشهور کا :

من سن سنة حسنة	جو کوئي نیک طریقه جاري کرے گا ' اُسکو
فله اجرها و اجر	بهي اوس نیکی کرنے والے کی طرح
من عمل بها (ص ح)	همیشه ثواب ملے گا -

پس جو وجود دنیا میں کوئی بدي لایا ' وه تمام دنیا کا دشمن هے که وه بدي هر ایک کے ساتهه هو سکتی هے - اور جو دنیا کو کوئي نیکی سکهاتا هے ' وه تمام دنیا کا محسن هے ' کیوں که اُس سے دنیا کی هر زندگی متمتع هوگی - اسی لیے خداے پاک نے آدم کے ان دونوں بیٹوں کے قصے کے بعد فرمایا :

من اجل ذلك کتبنا	اسی لیے هم نے بنی اسرائیل کو کهدیا
علی بني اسرائیل انه	که جو کسی کو بغیر اسکے که اُسنے
من قتل نفس بغیر	کسی کو قتل کیا هو یا زمین میں
نفس او فساداً في	اُسنے کوئی فتنه برپا کیا هو ' قتل کرتا هے
الارض ' فکانما قتل الناس	وه گویا تمام بنی نوع انسانی کو قتل
جمیعا ' و من احیاها	کرتا هے ' اور جو کسی کو اپنی مهربانی
فکانما احیا الناس	سے زنده کرتا هے ' وه گویا تمام نوع
جمیعا (۵ - ۳۵)	انسان کو زنده کرتا هے -

(حفظ نفس)

اس معجزانه ' پر اثر ' اور مخفي طرز ادا کے علاوه خدا نے کئي بار اعلاناً خوں ریزي سے منع فرمایا - سورهٔ انعام میں هے :

ولا تقتلوا النفس التي	جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا ' حق
حرم الله الا بالحق ' ذلکم	کے سوا ' کسي اور سبب سے اوس کو
وصکم به لعلکم تعقلون -	هلاک نه کرو ' خدا تمهارے سمجهنے
(۶ - ۱۵۸)	کے لیے تم کو یه نصیحت کرتا هے -

اور پهر سورهٔ بني اسرائیل میں فرماتا هے :

ولا تقتلوا النفس التي	"جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا '
حرم الله الا بالحق ' ومن	حق کے سوا کسي اور سبب سے اوس
قتل مظلوماً فقد جعلنا	کو هلاک نه کرو - جو مظلوم هوکر
لولیه سلطانا ' فلا یسرف	مارا جاۓ اوسکے وارث کو هم نے
في القتل انه کان منصورا -	قصاص اور بدلے کا اختیار دیا هے مگر وه
(۱۷ : ۳۵)	اس انتقام میں تعدي اور زیادتي

کسي طرح نه کرے - اس طرح یقیناً وه مظفر و منصور هوگا"

یہ حکم امن عالم اور حفظ انسانیت سے متعلق ہے' اسي لیے جب کسي دور و عصر میں امن عالم کا محافظ رباني اور حفظ انسانیت کا واعظ روحاني دنیا میں آیا ' تو اوس نے اس حکم کا اعادہ کیا -

تم نے اوس فرمان کو سنا ہے' جو امن عالم کے ایک " محافظ اکبر " نے مقدس جماعات انساني کے روبرو اور " بیت خلیل " کے سامنے دنیا کو سنایا تھا ؟

الا ان دماءکم و اموالکم محرمة علیکم کحرمة یومکم هذا ' في بلدکم هذا ' في شهرکم هذا !

آگاہ ہو کہ تمہارا خون ' تمہارا مال ' ایک دوسرے کیلیے محترم ہے ' جسطرح آج روز حج اس شہر مکہ میں ' اس ماہ ذیحجہ میں محترم ہے -

اسي طرح وہ جو " کوہ طور " سے آیا ' اور اسکے بھي جو " کوہ زیتون " پر نمودار ہوا ' یہي کہا تھا کہ " تو خون مت کر "

(حفظ نفس کیلیے قتل نفس)

لیکن جس طرح قیام امن و احترام روح انسانیت کے لیے سفک دم و قتل نفس ممنوع ہے ' اسي طرح کبھي کبھي انہیں عزیز ترین متاع عالم کي حفاظت و عزت کے لیے سفک دم و قتل نفس ضروري بھي ہو جاتا ہے - ایک جماعت انساني کا مجرم ' ایک نفس زکیہ کا قاتل ' ایک حکومت صالحہ کا باغي ' اور ایک برہم زن امن عالم کا قتل ' عین عدل و نفس انصاف ہے ' تاکہ دنیا کي صلح و سلام واپس آئے ' اور انسانیت و روح کي عزت و احترام باقي رہے -

(عفو و انتقام)

اسلام سے پہلے دنیا نے صرف دو اصولوں پر کام کیا ہے - عفو اور انتقام - ہم نے موسی (ع) کي شریعت میں " جان کے بدلے جان ' آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت " پڑھا ہے " لیکن یہ نہیں پڑھا کہ " اے اسرائیل ! برے بندوں کو معاف کردے "

ہم نے مسیح (ع) کو سنا کہ اوسنے (گلیل) کي سر زمین میں ایک پہاڑ کے نیچے کہا :

" تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا ' آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا ' بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے ' تو دوسرا گال بھي اوس کي طرف پھیر دے ' جو تیرا کرتہ لے ' اوس کو چوغہ بھي لے لینے دے ' جو کوئي تجہے ایک کوس بیگار میں لے جائے ' اوسکے ساتھہ دو کوس چلا جا " (۱)

ہم نے یہ سنا ' لیکن یہ تو نہیں سنا کہ اوسنے کہا ہو : " شریروں اور بدکاروں کو اون کے اعمال کي سزا دو کہ آسمان کي بادشاہت کي طرح زمین کي بادشاہت میں بھي امن و سلامتي ہو "

لیکن ہم نے مسیح کے بعد (بطحاء) کي سر زمین میں ' جبل حراء کے دامن میں ' ایک اور بولنے والے کا کلام سنا ' جس نے گلیل کے منادي کي طرح پہلے کہا :

ادفع بالتي هي احسن السیئة - (۲۳ - ۹۷) -

برائي کا معارضہ ہمیشہ نیکي سے دو -

و یدرؤن بالحسنة السیئة اولئک لهم عقبی الدار - (۱۳ - ۲۲) -

آنے والے گھر کا انجام اون کے لیے ہے جو برائي کو نیکي سے دفع کرتے ہیں -

(۱) تورات - سفر خروج - ۲۵ : ۲ اور متي ۵ - ۳۸ - (منہ)

لیکن ساتھہ ھي اوس نے سلطان عدل کے جلال ' امنیت عالم کے احترام ' نظام مدنیة کے قوام ' اور قانون و عدالت کي ہیبت کے ساتھہ کہا ' جیسا کہ موسی (ع) نے بادل کي گرج ' بجلي کي چمک ' اور قرنا کي آواز میں سنا تھا :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم واتقوالله واعلموا ان الله یحب المتقین - (۲ : ۱۹۴) -

" جو تم پر تعدي کرے تم بھي اوسي طرح اور اوسي قدر اوس پر تعدي کرو ' خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ خدا اپنے سے ڈرنے والوں کو پیار کرتا ہے "

پھر اوس نے موسی (ع) کے قانون کا اعادہ کیا :

وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص - (۵ : ۴۸)

" ہم نے تورات میں لکھدیا ہے کہ جان کے بدلے جان ' آنکھہ کے بدلے آنکھہ ' ناک کے بدلے ناک ' کان کے بدلے کان ' دانت کے بدلے دانت ' اور زخم کے بدلے زخم ہے "

وہ ادھوري باتوں کو جیسا کہ (مسیح) نے کہا تھا ' پورا کرنے کے لیے آیا تھا - وہ آیا اور اون کو پورا کیا - اوس نے کہا کہ " تم دشمنوں سے در گذر کرو ' اور برائي کو نیکي کے ذریعہ دور کرو " اوس نے صرف یہي نہیں کہا کہ دشمنوں کے شدائد جبر کے ساتھہ تحمل کرو بلکہ یہ بھي کہا کہ تحمل کرو اور احسان کرو ' برائي کو انگیز کرو اور اوسکي جزا نیکي کے ساتھہ دو کہ یہ حصول امن کا ذریعہ اور کسب صلح و سلام کي تدبیر ہے :

ولا تستوي الحسنة ولا السیئة ' ادفع بالتي هي احسن السیئة فاذا الذي بینک و بینه عداوة کانه ولي حمیم ' وما یلقاها الا الذین صبروا ' وما یلقاها الا ذو حظ عظیم (۴۱ - ۳۳)

" نیکي اور بدي برابر نہیں - نیکي سے بدي کو دور کرو کہ اس سلوک سے وہ ' جس کو تم سے عداوت ہے ' تمہارا دوست ہو جائے گا - یہ وہ طریقۂ اخلاق ہے جس پر صرف صابر اور خوش قسمت انسان ھي عمل کرتے ہیں "

(قانون حفظ و قتل)

لیکن یہ عفو و حلم یہ صفح و درگذر ' یہ تحمل و انگیز ' کب تک ؟ اوس وقت تک ' جب تک کہ اوس شر اور بدي کا اثر شخص واحد تک محدود ' اور صرف ایک ذات خاص ھي کے منافع خصوصیہ میں محصور ہو کہ یہ جرم ایک شخص واحد اور ذات خاص کا ہے جس کے معاملات و حوادث خصوصیہ کو ہئیة اجتماعیہ اور سوسائٹي سے تعلق نہیں -

وہ پاني کا ایک بلبلہ ہے جو ایک ٹھوکر سے پیدا ہوا اور مٹ گیا - اس جرم کو معاف کرو کہ اشخاص کي ذاتي محبت و مروت اور شخصي لطف و رحم کو ترقي ہو اور دنیا امن و صلح سے بھر جاے - یہي وہ موقع ہے جہاں (مسیح) کے حکم پر عمل کرنا عین اسلام کي تعلیم ہے -

لیکن دنیا میں ایسي بھي بدیاں ہیں جو گو ایک شخص خاص کے ساتھہ ظاہر ہوتي ہیں ' لیکن وہ سمندر کي لہریں ہیں ' جو ہوا کے جھونکوں سے پیدا ہوتي ہیں اور دور تک پاني کي سطح کو متزلزل کردیتي ہیں - وہ گو ایک ذات واحد کا گناہ ہے لیکن اپني وسعت اثر و قوة نفوذ کے لحاظ سے تمام مجتمع انساني کا گناہ

هے - پهر جب وه تمام مجتمع انساني کا گناه هے تو ایک شخص خاص کو کیا حق هے که وه اوس گناه کو معاف کرے ' اور اگر کرتا هے تو وه خود تمام مجتمع انساني کا گناه کر رها هے -

زید ' خالد کے گهر میں سرقه کا مرتکب هوتا هے ' اب خالد کو کوئي حق نهیں که وه زید کے گناه کو معاف کرے - اور اگر کرتا هے تو گویا اوس کو اعادهٔ جرائم ومعاصي کي تعلیم دیتا هے -

عمر ' بکر کے قتل کا مرتکب هوتا هے ' بکر کا باپ اب حق نهیں رکهتا که اوس کے اس جرم کو معاف کرے ' اگر وه معاف کرتا هے تو اوس کا عفو جرات آموز جرائم قتل هے ' اس لیے اب عمر ' صرف بکر کے موالي و اعزه هي کا گناهگار نهیں بلکه خود مجتمع انساني کا ' امن و عدل عالم کا ' اور حکومت کا گنه گار هے - اسي نکته کي طرف کتاب حکیم نے منافع قصاص پر بحث کرتے هوے اشاره کیا هے :

من قتل نفساً بغیر نفس او فساداً فی الارض فکا نما قتل النفس جمیعاً ' و من احیا ها فکا نما احي الناس جمیعا - (٥ : ٣٦)

جس نے کسي کو بغیر اس کے که وه مرتکب قتل هوا هو یا اوس نے زمین میں فساد برپا کیا هو ' قتل کر دیا ' تو اوس نے گویا تمام دنیا کو قتل کر دیا ' اور جس نے ایک کو زنده بچایا تو اوس نے گویا تمام دنیا کو زندگي بخشي -

" یه وه موقع هے جهاں اسلام نے موسیٰ کي اس شریعت کا حکم دیا هے که " جان کے بدلے جان اور آنکهه کے بدلے آنکهه "

قران مجید نے ان دونوں مواقع کي تفریق و تمیز سے تورات و انجیل کی شـ ـــ عفو و انتقام کي جو ناقص تهي ' تکمیل کي ' اور اس طرح وه پورا هوا جو (مسیح) نے کها تها که " میرے بعد آنے والا میري ادهوري باتوں کو پورا کردیگا "

(اخلاق اور قانون)

مسئلهٔ عفو و انتقام کی نسبت ایک اور نکته بهی قابل لحاظ هے -

دنیا میں دو چیزیں هیں : اخلاق اور قانون - اخلاق کا تعلق انسان کی ذات سے اور قانون کا تعلق حکومت اور مجتمع انساني سے هے - عفو و درگذر اور صفح و مغفرة ایک انسان کا بهترین وصف هے ' لیکن اگر اوس سے تجاوز کرکے وه حکومت اور جیمعهٔ انساني تک پهونچ گیا تو وه قانون کي سرحد میں آ گیا ' جهاں مغفرت گناه عظیم اور صفح و عفو جریمهٔ کبیره هے - یه جرأت آموز جرائم هوتا هے اور برهم زن امن انساني -

اسي لیے اوس ارحم الراحمین نے فرمایا ' جهاں اپنے معجزانه انداز کلام میں فرمایا که :

و لکم في القصاص حیوة یا اولي الالباب (٢ - ١٧٩)

اے دانشمندو ! نوع انساني کي بقا و حفاظت ' قصاص اور بدلے هي میں هے -

گذشته آیت کو پهر پڑهو :

من قتل نفساً بغیر نفس او فساداً في الارض فکا نما قتل الناس جمیعاً ' و من احیا ها فکانما احي الناس جمیعا (٥ : ٣٣)

جس نے کسي کو بغیر اس کے که وه مرتکب قتل هوا هو ' یا اوس نے زمین میں فساد برپا کیا هو قتل کردیا ' تو اوس نے گویا تمام دنیا کو قتل کیا ' اور جس نے ایک کو زنده بچایا ' اوس نے گویا تمام دنیا کو زندگي بخشي !

اس موقعه پر اگر قارئین کرام اوس سلسلهٔ مقالات پر بهي ایک نظر ڈال لیں ' جو (الهلال) جلد اول میں " امر بالمعروف " کے عنوان سے شائع هوا هے ' تو مطالب زیاده وضاحت کے ساتهه ذهن نشین هوں -

(اسلام دونوں کا جامع هے)

مسیح (ع) کي تعلیم صرف اخلاق هے اور موسیٰ (ع) کي شریعت صرف قانون ' لیکن وه ' جس نے کها که " میں خانهٔ نبوت کي آخري اینٹ هوں " (١) وه جس طرح ایک معلم اخلاق تها ' اسي طرح ایک مقنن آئین و قانون بهي تها - اوس نے کها :

والذین اذا اصابهم البغي هم ینتصرون ' و جزاء سیئة سیئة مثلها ' فمن عفا و اصلح ' فاجره علي الله ' انه لا یحب الظالمین ' و لمن انتصر بعد ظلمه ' فاولئك ما علیهم من سبیل - انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون في الارض بغیر الحق ' اولئك لهم عذاب الیم ' و لمن صبر و غفر ان ذلك لمن عزم الامور (٤٢ ! ٤٠)

خدا کے پاس کي وه اجرت جو سراسر خیر اور دائمي هے ' اون لوگوں کے لیے هے جو اوس سرکشي و بغاوت کا ' جو اون کے ساتهه کي جاے ' انتقام لیتے هیں که بدي کا بدله ویسي هي بدي هے - البته جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اسکا اجر خدا پر هے ' وه ظالموں کو پیار نهیں کرتا - جو اپني مظلومی کے بعد اپنے ظلم کا انتقام لے تو اوس پر بهي کوئي الزام نهیں - الزام تو اونهیں پر هے جو خود لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں فساد پهیلاتے هیں - یهي لوگ هیں جن کے لیے درد ناک عذاب هے - مگر جو صبر کرے اور دوسروں کی خطا بخش دے تو یه بڑي هي عالی حوصلگی کے کام هیں "

اسلام اور شرائع سابقه کا یه فرق ایک نهایت اهم اور اصولي نکته دقیق هے ' اور افسوس که اسکی تشریح ضمناً ممکن نهیں ' اور مصیبت یه هے که ایک موضوع پر لکهتے هوے کتنے هي ضمني مطالب کي طرف اشاره کرنا پڑتا هے -

(حاصل مبحث)

ان تمام آیات میں بار بار اعاده هوا هے که شریعت حقهٔ الهیه نے خوں ریزي کو اکبر الجرائم اور قتل نفس کو معصیة کبریٰ قرار دیا هے - تاهم بقاے حفظ سلام عالم ' و امنیت انساني ' و قیام عدل و نظام کے لیے دو وصف کے لوگوں کا خون بهانا نه صرف جائز بلکه ضروري و الزم بهي بتلایا هے :

(١) ایک وه جس نے کسي مظلوم انسان کا ناحق خون کیا - اوس سے قصاص لیا جائے کا که اسکے عمل بد سے دنیا محفوظ رهے اور اسکا اقدام خونیں متعدي نهو -

(٢) دوسرا وه ' جو زمین کے امن و سلامتي کو برباد ' اور قوموں کے سکون و راحت کو غارت کرتا هے ' جو انسانوں کے خون کي عزت نهیں کرتا ' جس کا وجود دنیا کے لیے باعث مصائب و حوادث اور موجب برهمي صلح و سلام هے ' اور جو انسانوں کے قدرتي حقوق اور خدا کی بخشے هوئی آزادي و خود مختاري کو غارت کرنا چاهتا هے - وه بهي قتل کیا جاے که في الحقیقت اسکي موت دنیا کي زندگي هے :

---

(١) آنحضرت (ص) نے ایک تمثیل میں اپنے آپ کو (که تکمیل دین کے لیے تشریف لاے تهے) مکان کي آخري اینٹ سے تشبیه دي هے جسکے بعد مکان کی عمارت کامل هو جاتي هے -

ولكم في القصاص حيوة يا اولي الالباب (۲ : ۱۷۹)	دانشمندو ! قصاص و انتقام کے خون هي میں تمھاري زندگي کا سرچشمه هے -

اور اسلام کا یه قانون کس کو معلوم نهیں ؟

و جزاء سیئة سیئة مثلها (۴۲ : ۴۰)	اور بدي کا بدله ویسي هي بدي هے جیسي که کي گئي -

یهي اصل الاصول دنیا کے مادي قوانین اور عدالت کو بهي قرار دینا پڑا هے ' اور سیاسة اخلاقي بهي اپني تعلیم رحم و درگذر کو یهاں پهنچکر یک سر بهلا دیتي هے - وهي عدالت جو خوں ریزي کو جرم بتلاتي هے ' جب خونریزي کي جاے ' تو اسکا انصاف خونریزي هي سے کرتي هے ' اور جس نے تلوار سے خون بهایا هے ' اسکو عدالت کے جلاد کے آگے سر جهکانا پڑتا هے' یا سولي کے تختے پر کهڑا کیا جاتا هے !!

اخلاق سے بهي اگر فتوی طلب کیا جاے تو وہ عدالت کا ساتهه دیگا -

کیونکه اس بارے میں اصل الاصول یه هے که " انساني زندگي اور اسکے فطري حقوق کي حفاظت کي جاے " رحم بهي اسي لیے هے تا که کسي پر سختي کرکے اسکي حیات و حقوق طبیعیه کو گزند نه پهنچایا جاے - درگذر اور عفو بهي اسي لیے هے تا که انساني زندگي کا احترام ' اور انساني حقوق حیات کا اعتراف کیا جاے - لیکن اگر اس عفو و درگذر ' اس تعلیم حفظ نفس ' اور عدم قتل و خوں ریزي سے خود وهي اصل الاصول خطرے میں پڑ جاے ' جس کي بنا پر یه تمام اصول قائم کیے گئے تهے ' تو پهر اسکے سوا چارہ نهیں که جس طرح انساني زندگي و حقوق کي حفاظت کیلیے منع قتل کي تعلیم دي جاتي تهي ' ٹهیک ٹهیک اسي طرح انساني زندگي اور حقوق کي حفاظت هي کیلیے قتل و خوں ریزي کي بهي اجازت دي جاے -

اخلاق کا واعظ کهتا هے که " قتل مت کرو " اور عدالت فیصله کرتي هے که " قاتل کو پهانسي پر چڑهاؤ " دونوں کا مقصد ایک هي هے ' اور ٹهیک ٹهیک ایک هي درجے میں دونوں انساني زندگي اور حقوق طبیعي کے محافظ هیں - پهلا خون کے روکنے کیلیے ایسا کهتا هے تو دوسرے کا بهي فیصله خون هي کي حفاظت کیلیے هے -

البته اس عالم کي هر راہ پل صراط هے - اور صراط مستقیم عدل و اعتدال کا نام هے' پس اگر اخلاق کے وعظ نے تفریط کی ' اور قانون وسیاست نے افراط ' تو دونوں کی تعلیم نظام امن و عدل کو درهم برهم کردیگی -

(کوہ سینا) کے اعتکاف نشیں نے مقدس تختیوں پر جو کچهه لکها ' اور (گلیل) کي گلیوں میں جس اخلاق کي منادي کي گئي' وہ دونوں نظام و قوام کے دو علحدہ عنصر ضرور تهے ' پر الگ الگ دنیا کیلیے بیکار تهے - ایک یکسر قانون تها' جو بقول یهودي انشاپرداز (پولوس) کے " صرف سزا هي دیسکتا تها پر بچا نهیں سکتا تها " (۱) دوسرا اخلاق محض تها ' جو حسن و جمال میں تو دلفریب تها پر عمل و نظام کیلیے بالکل بیکار تها - یه دونوں عنصر الگ الگ دنیا کے دکهه کیلیے نه صرف بیکار هي تهے ' بلکه اسکي بیماري کو اور زیادہ کرنے والے تهے -

لیکن جب وہ دنیا سے گیا " جسکا جانا هي بهتر تها تا که آنے والے کو جلد بهیجنے کیلیے اپنے آسماني باپ سے سفارش کرے " (۲) اور خداوند نے (طور) اور (زیتون) کے پهاڑوں کي جگه (فاران) کي چوٹیوں سے اپني ندا بلند کي' تو وہ آگیا ' جو موسی کے قانون اور مسیح کے وعظ کو " پورا کرنے والا تها " اس نے ناقص کو کامل ' او ر ادهورے کو پورا کیا ' اور اُن دونوں عنصروں کو ' جو الگ الگ تهے ' تسویۂ و اعتدال کے ساتهه اسطرح ترکیب دیا که قانون کا عدل اور اخلاق کا رحم ' دونوں باهم مل گئے' اور امنیت و نظام انساني کا ایک مرکب صحیح و صالح پیدا هوگیا -

اس مرکب میں " جزاء سیئة سیئة مثلها " اور " ولمن صبر وغفر ' ان ذلك لمن عزم الامور " دونوں عنصر موجود هیں -

یهي شریعة حقۂ الهیه هے ' یهي ناموس طبیعي و سنة رباني هے ' یهي فطرة الله ' التي فطر الناس علیها هے ' اور اگر ایک لمحه ' ایک دقیقه کیلیے بهي اسکي حکومت دنیا سے اٹهه جاے اور صرف (تورات) کي قساوت یا صرف (انجیل) کي محبت دنیا پر مسلط هو جاے ' تو دونوں حالتوں میں دنیا امن و مدنیة کی جگه ' قتل و خونریزي ' نهب و سلب ' وحشت وسبعیت ' اور جرائم و معاصي ' کا ایک شیطان کدہ بن جاے !!

(آخري نتیجه)

آخري نتیجه جو اِن مواد و ترتیبات کے بعد سامنے آتا هے ' یه هے که شریعۃ الهیه نفس انساني کي محافظ هے ' اور اسي لیے وہ دو صورتوں میں (حسب تصریح بالا) قتل نفس کو فرض و الزم قرار دیتي هے - ان صورتوں میں انسانوں کا قاتل ' مجرم و عاصي نهیں هوتا ' بلکه ایک نهایت مقدس فرض انسانیت و عدالة حقه انجام دینے والا هوتا هے ' وہ ویسا هي محب انسانیت اور نوع خواہ و امن پرست هے ' جیسا که خود قانون اور عدالت کي قوت - اسکا اخلاقي عمل نهایت اقدس و محترم هے ' کیونکه وہ اس قتل نفس کے ذریعه تمام جمعیة انساني اور عدل و نظام امنیت کي خدمت انجام دیتا هے -

دنیا کا قانون اور اخلاق ' دونوں شریعة الهیه کے اس اصول و حکم کے قولاً و عملاً دونوں طرح پیرو هیں ' گو بعض اوقات اپنے قول و عمل کو بهول جائیں -

(عود الی المقصود)

پس اسي لیے تها که حضرة (موسی) علیه السلام نے مصر کے بازار میں ایک قبطی پر هاتهه اٹهایا ' اور وہ مرگیا - اسکا قصه " قصص بني اسرائیل " کے سلسلے میں قران کریم نے بیان کیا هے ' اور یه آج کي تمهید طویل اسلیے تهي تاکه کل اُس واقعه پر ایک غائر نظر ڈال سکیں' اور پہلے ایک اصول قانون و فیصلۂ اخلاق و شریعت ذهن نشین هوجاے -

ایجوکیشنل کانفرنس آگرہ

چونکه سالانه جلسه آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا امسال آگرہ میں بتاریخ ۲۶ و ۲۸ دسمبر ۱۳ ۱۹ عیسوي منعقد هوگا لهذا التماس هے که جو اصحاب تشریف لاویں وہ اپنے وقت اور تاریخ آمد سے فوراً مطلع فرماویں تاکه انتظام میں دقت نهو ساتهه هي اسکے یه بهی رقم فرماویں که کهانا پینا رهنا یوروپین طریقه سے پسند فرماوینگے یا انڈین -

انڈین طریقه کا یومیه	۱ - روپیه ۸ - آنه
یوروپین طریقه کا یومیه	۳ - روپیه

نرخ مقرر هے - یه بهي تحریر فرماویں که همراہ کسقدر آدمي هونگے یا جناب تنها هونگے - اور کس اسٹیشن پر آگرو میں وارد هونگے -

خواجه فیاض حسن آنریري جائنٹ سکریٹري ریسپشن کمیٹي -

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرانس گلاب خانه آگرہ -

شئون عثمانیه

دولة عثمانیه کا مستقبل

لوگ کہتے هیں که ترک حکمراني کے اهل نہیں اسلیے ته انهوں نے ایشیا ' افریقه ' یورپ ' غرض که دنیا کے بیشتر حصه پر حکومت کی مگر افریقه بالکل کهو بیٹهے ' یورپ کي صرف ایک چٹ پر قابض رهسکے ' وه بهي دول یورپ کي منازعة داخلیه اور مطامع شخصیه کے سبب سے - ایشیا میں انکي مقبوضات کي تعداد کچهه نه کچهه موجود هے مگر اسکا بهي حشر معلوم -

لیکن کاش یه معترضین اپنے آپ کو تعصب کے هاتهه میں نه دیدیتے اور انصاف کو ذرا بهي کام فرماتے !

ترکوں کو حکومت کرتے هوے آج سو دو سو نہیں بلکه چهه سو سال هوگئے - یه طول عمر اور امتداد بقاء اس شدید اختلاف و تنوع کے باوجود همارے سامنے هے ' جو انکي رعایا کي زبان ' قومیت ' مذهب ' اور رسوم و عادات میں ابتدا سے پایا جاتا هے -

پهر کیا کوئي سلطنت جو اتني مختلف اقوام پر حکمراں هو ' اسقدر طویل عرصه تک زنده رهي هے ؟

کیا صرف یه طول عمر هي ترکوں کي اهلیت حکمراني کے لیے ایک دلیل قاطع نہیں ؟

" دولت عثمانیه بر سر سقوط هے "

یه ایک ایسا فقره هے جو آج سے نہیں بلکه صدیوں سے کہا جا رہا هے - یاد هوگا که آج سے چار سو برس پہلے ایک انگریزي سفیر نے انگلستان کو دولت عثمانیه کے متعلق یہي خبر دي تهي - اسکے بعد سے اس فال بد کا اعاده برابر هوتا رها ' مگر پهر کیا هوا ؟ ان گونه گوں صدمات حوادث وظلمات مصائب و نوائب کے باوجود ' جنکا اس سفیر کو وهم بهي نه هوگا ' دولت عثمانیه آج تک قائم هے ' اور جس هلال کے محاق میں آنے کا مژدۂ جانفزا ' صدیوں سے نصراني دنیا کو سنایا جا رها هے ' وه بفضله و منته آج تک باسفورس پر نور افشاں و درخشنده هے : یریدون لیطفؤا نور الله با فواههم و الله متم نوره و لو کره الکافرون -

لیکن هم اپنے نفس کو فریب دینگے اگر اس ضعف و اختلال سے بهي اپني آنکهیں بند کر لینگے ' جو اسوقت دولت علیه میں موجود هے •

اس ضعف و اختلال کا آغاز سلطان محمود کے عهد سے شروع هوتا هے - سلطان محمود وه شخص هے ' جس نے سلطنت عثمانیه میں اصلاح کا سنگ بنیاد رکها - اس نے چاها تها که ترکوں میں تمدن و علوم جدیده ضروري ترمیم کے بعد رائج کرے - •

جبکه وه اصلاح داخلي میں مصروف تها ' تو یونان نے علم استقلال بلند کیا - روس نے دریاے ڈینوب کي طرف پیشقدمي کي - محمد علي مصر پر قابض هوگیا - فرانسیسي جزائر میں آتر آئے -

یه اختلال عبد المجید کے عهد میں اور بڑهگیا - یونان نے تهسلي لے لیا ' اور روس نے مشرقي آناطولیا ' باطوم ' اور قارص - فرانس نے تیونس کے الحاق کا اعلان کردیا - یونان کي طرح رومانیه ' سرویا ' بلغاریا ' اور جبل اسود نے بهي علم استقلال بلند کیا - آسٹریا ' بوسینا ' اور هرزي گونیا میں آتر آیا ' اور انگلستان مصر و قبرص میں -

ایطالیه کا غصب طرابلس اور ریاستهاے بلقان کا غصب ولایات روملي اسي داستان کا تتمه تها -

یه ایک حیرت انگیز بو العجبي هے که انقسام دولت عثمانیه کا آغاز اسوقت هوا ' جبکه اسکا دانشمند و بیدار مغز تاجدار اصلاح داخلي کي داغ بیل ڈال رها تها ' اور اسکا انجام بهي اسوقت هوا جبکه قوم عثمانیه شخصي حکومت کے پنجے سے نکل چکي تهي اور حریت کے هاتهه میں دستور کا علم لہرا رها تها !!

اس انقسام کي رفتار جسقدر تیز تهي ' اسکي نظیر تاریخ میں بمشکل ملسکتي هے ' اور سچ یه هے که اس " سخت جان مریض " (حیاه الله الي یوم القیامه) کي جگه اگر کوئي دوسري سلطنت هوتي تو کب کي ختم هوگئي هوتي -

اسقدر قطع و برید کے بعد بهي دولت عثمانیه کے بعض مقبوضات کچهه کم وسیع نہیں - رقبه میں اسکے ایشیائي مقبوضات انگریزي ممالک سے پنجگونه زیاده هیں - صرف جزیره نماے عرب هندوستان سے ' که مقبوضات برطانیه کا درة التاج هے ' کم نہیں -

ترکوں نے جتني توجه که اپني یوروپین مقبوضات پر کي ' اگر اسکا ایک عشر بهي وه ایشیائي مقبوضات پر کرتے ' تو بلا مبالغه آج دنیا کي قوي اور دولتمند سلطنتوں کي صف میں کسي بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے -

ترکوں نے اس تغافل و اهمال کا خمیازه همیشه کي طرح اس جنگ میں بهي کهینچا - خزانه خالي ' تنخواهیں واجب الاداء ' قرض کے شرائط خطرناک ' بالاخر دار السلطنت کي زمین فروخت کرني پڑي - کیا یه حوصله شکن و زهره گداز مصائب نازل هوتے اگر ایشیائي مقبوضات کے ان " کنوز مخفیه " سے فائده اٹهایا گیا هوتا جو عرصه سے مقبوض هیں مگر اب تک بیکار پڑے هیں ؟

مرض مزمن اور اسکے ساتهه مہلک بهي هے مگر هنوز لا علاج نہیں - علاج ایک اور صرف ایک هي هے ' یعنی اقتصادي حالت کي اصلاح ' اور ایشیائي مقبوضات سے استفادۂ صحیح -

اگر ریوٹر اور جرائد عربیه کي اطلاعات صحیح هیں تو بعد از خرابي بسیار اب ترک اسطرف متوجه هو چلے هیں : فرزقهم الله الثبات و السداد ' لئلا یکون کالمستجیومن الرمضاء بالنار !

بیشک ترکوں کے لیے تریاق امراض ایشیائي مقبوضات میں هے ' مگر اس تریاق تک راسته مجموعه نشیب و فراز ' وکج و پیچ و خار و سنگ سے معمور هے اور اصلي کام راستے کا طے کرنا هے -

اگر کسي ملک میں ایک هي قوم آباد هو اور نو حکمراں جماعت سے اسکي قومیت مختلف نه هو ' یا اگر مختلف هو تو حکمراں جماعت اپني گذشته بد اعمالیوں کیوجه سے اسکي نظروں میں مبغوض و ممقوت نه هو ' تو اسکا انتظام آسان هے ' لیکن اگر حاکم محکوم سے جنسیت میں مختلف هے اور با ایں همه اسکي نظروں میں مبغوض ' تو پهر انتظام کی راه میں مشکلات کي ایک دیوار حائل هوجاتی هے -

اور کچھہ نہ پوچھیے اس صورت کو ' جبکہ اختلاف جنسیت ' اور مبغوضیت کے ساتھہ خود رعایا بھی مختلف اقوام کا مجموعہ ہو - حسن تدبیر و سیاست کی اصلی امتحانگاہ یہی ہے ' کیوں کہ یہی وہ راہ ہے جسمیں قدم قدم پر لغزشیں استقبال کرتی ہیں اور ایک ایک لغزش پا اپنے اندر مساعی کے لیے صدھا تباہیاں اور بربادیاں رکھتی ہے ایشیا کی عثمانی مقبوضات مختلف اقوام و ملل سے آباد ہیں ' اناطولیا میں تین قومیں یعنی مسلمان ' عیسائی ' اور یہودی آباد ہیں -

مسلمانوں کی تعداد ۴۰ - لاکھہ اور عسائیوں کی تعداد ۵۰ - لاکھہ ' اور یہودیوں کی تعداد ۵ لاکھہ ہے - ارمینا اور کردستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۶ لاکھہ ' عیسائیوں کی تعداد ۹ - لاکھہ ہے - شام و عراق میں مسلمانوں کی تعداد ۳۵ - لاکھہ ' اور عسائیوں اور یہودیوں کی تعداد ۱۲ - لاکھہ ہے عرب کا وہ حصہ جو عملاً دولت عثمانیہ کے زیر حکومت ہے ' صرف مسلمانوں ہی سے آباد ہے جنکی تعداد ۱۱ - لاکھہ ہے -

ان صوبوں میں عرب ' ارمن ' چرکس ' کرد ' ترکمان ' یونانی ' اور یہود ؛ اس طرح مختلط و ممزوج ہیں ' جسطرح کہ جزیرنماے بلقان میں بلقانی اقوام ہیں - لیکن ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ بلقانی اقوام میں سے ہر قوم کوئی نہ کوئی ایسا مرکز ضرور رکھتی ہے ' جسکی طرف وہ کھنچتی ہے - مثلاً بلغاری بلغاریا کی طرف کھنچتا ہے - سروی سرویا کی طرف ' وھلم جراً - مگر ان ایشیائی اقوام میں عرب کے علاوہ کوئی قوم بھی اپنے لیے کوئی ایسا مرکز کشش نہیں رکھتی جسکی وجہ سے اسمیں ترکوں سے نفرت اور قومی غرور جاگزیں ہوسکے ' اور یہی دو چیزیں حریت طلبی و استقلال خواہی کا مبدء ہوتی ہیں -

ارمنی مدعی ہیں کہ انکا وطن اصلی " ارمنییا " محفوظ ہے مگر واقعہ یہ نہیں ' بلکہ اسوقت تو انکی حالت یہود کی سی ہے - جسطرح یہودیوں کے وطن اصلی کو تجزیہ و تقسیم نے مٹا دیا ' اسیطرح آرمینیوں کے وطن اصلی " آرمینیا " کو بھی فاتحوں کے تخت و تاراج نے فنا کر دیا ' اور اسکے قدیم حدود روس ' ترکی ' اور ایران میں تقسیم ہوگئے ' بلکہ برا نا طولیا میں تو لوگ لفظ ارمن ہی بھولگئے ہیں ' اور ارمن کے بدلے اپنے آپ کو ھایک اور اپنے ملک کو ھایکستان کہنے لگے ہیں -

آرمینیا کی طرح اب کردستان بھی غیر محدود شہروں کے مجموعہ کا نام ہے اور اس لیے وہ بھی اپنے باشندوں میں کوئی صحیح قومی یا وطنی غرور پیدا نہیں کرسکتا -

باقی تمام ولایات عثمانیہ بحر روم سے لیکے خلیج فارس تک غرباً و شرقاً ' اور بحر اسود سے لیکے بحر احمر تک شمالاً و جنوباً ' پھیلے ہوے ہیں - یہ ولایات مشتمل ہیں اناطولیا پر ' جو کثیر السکان اور سیر حاصل ملک ہے - عراق پر ' جسکی زمین دجلہ اور فرات کیوجہ سے سرسبزی میں مشہور و معروف ہے - شام پر ' جو ابناء بنی اسرائیل کا مہبط ہے ' اور جو ساحل بحر روم پر کوہ طور سے جزیرہ نماے سینا تک ہے - اور حجاز و یمن پر ' جو عرب کے دو بہت بڑے ٹکڑے ہیں -

ان ولایات میں سے اناطولیا ترکوں کا وطن ہے گو اصلی نہیں بلکہ ثانی - یہاں ترکوں نے اپنی قومیت کو اسطرح محفوظ رکھا ہے کہ انمیں اور دیگر اقوام کرد ' ارمن ' چرکس ' وغیرہ میں تمیز بالکل آسان ہے -

یہاں انکا مشغلہ زراعت ہے مگر زراعت سے انکے جنگی اوصاف میں شمہ برابر بھی فرق نہیں آیا - وہ آج بھی میدان جنگ میں اپنی بے ہراسی ' جانبازی ' اور پا مردی کے محیر العقول جوہر اسیطرح دکھاتے ہیں ' جسطرح کہ اسوقت دکھاتے تھے جبکہ اقبال مندی انکو صحراء تاتار سے لیکے نکلی تھی - سلاطین عثمانیہ کی طرف سے جب کبھی انکو جنگ کی دعوت دیگئی ہے تو وہ فوج در فوج میدان جنگ پہنچے ہیں ' اور آج بھی عثمانی قوت کا اصلی سر چشمہ یہی اناطولیا ہے -

جنگی اوصاف کے علاوہ انکے دیگر فضائل اخلاق و خصائص ' قومی راستبازی ' پیماں نگہداری ' پاکدامنی وغیرہ بھی محفوظ ہیں - اور جو مسافر انکی طرف سے گزرا ہے ' انکی مدارات و ضیافت کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان آیا ہے -

ان ترکوں کا حلیہ عموماً یہ ہوتا ہے : قد بلند ' جسم بھرے ہوے ' سر بڑے ' چہرے گول ' استخوان و عضلات قوی و استوار - انکے چہروں پر ایک گونہ خمول و ضعف بھی نظر آتا ہے ' مگر یہ درحقیقت ضعف نہیں بلکہ انکسار آمیز وقار ہے جو انکا قومی خاصہ ہے -

ترک سبک روح نہیں کہ شادمانی اسکو سر مست یا غم پریشان خاطر کرسکے ' بلکہ وہ ایک کوہ وقار و حلم ہے ' جو نہ مسرت سے از خود رفتہ ہوتا ہے اور نہ مصائب و محن کے آگے عاجز و درماندہ - وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ کسی کو اپنے آپ سے برتر نہیں سمجھتا -

ریلوے لائن نے انکے ملک میں عجیب و غریب کرشمہ سازیاں کی ہیں اور خصوصاً وہاں کی آمدنی تو بہت ہی بڑھگئی ہے -

اناطولیا کی طرح عراق کسی خاص قوم کا وطن نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ خدا کی زمین ہے جسمیں اسکی ہر قسم کی مخلوق آ رہتی ہے - اسکے شہروں میں عرب ' کرد ' چرکس ' ارمن ' یہودی ' کلدانی ' یونانی ' وغیرہ مختلف الجنس لوگ آباد ہیں ' اور اسکے صحراء بادیہ نشین عربوں سے جو اونٹ چراتے اور قتل و غارت اور تاخت تاراج کرتے پھرتے ہیں ' معمور ہیں - خلیج فارس کے قریب چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی ہیں جو براے نام دولت عثمانیہ کے تابع ہیں -

یہ حال ہے آج اس سرزمین کا ' جہاں کبھی بغداد ' بابل ' اور نینوا آباد تھے !

(نائنٹینتھ سنچری) کا ایک مقالہ نگار لکھتا ہے :

" تھوڑے دن ہوے ' جب میں خلیج فارس سے قسطنطنیہ اس راستہ سے ہوتا ہوا گیا تھا ' جس سے بغداد ریلوے نکالنے کا ارادہ ہے - میں بھی اور لوگوں کی طرح ششدر رہگیا ' جب میں نے دیکھا کہ زمین کی یہ پیداوار ہے ' آئندہ یہ پیدا ہوسکتا ہے ' اور جرمنی کے لیے یہ کچھہ گنج وافر یہاں مدفون ہے ! !

ان شہروں کی زمین کسقدر سرسبز اور یہاں کی نہریں کسقدر پر از آب ہیں ! یہ مقامات جنت تھے مگر آہ اب ویران و خراب ہیں !!

جس طرف نظر اٹھاؤ ' شہروں کے کھنڈر ہیں ! آبپاشی کے عظیم الشان سامان ' بڑے بڑے حوض اور پل وغیرہ اور عمارتوں کے آثار و انقاض نظر آتے ہیں !! آج یہ شکستہ و افتادہ ہیں مگر کل یہی تھے ' جن سے یہ ویرانہ فردوس ارضی بنا ہوا تھا !!!

دجلہ و فرات کے مماثل اگر کوئی نہر ہے تو صرف دریاے نیل ہے - سر سبزی میں بھی اور اودے پانی کے بے مصرف رہنے بھی میں - صدیاں گزر گئیں کہ یہ دونوں نہریں زمین اور اسکی پیداوار کو چھینتی ہیں اور دریا میں ڈالدیتی ہیں - دجلہ ہنوز اتنے زور کے ساتھہ بہتا ہے کہ بڑے بڑے حوضوں کو بھر دیتا ہے ' مگر فرات کثرت اسراف سے کمزور ہوگیا ہے - با ایں ہمہ دونوں بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر ولیم ککس بند باندھسکے تو گرد و پیش کی بہت سی بے برگ و گیاہ اور افتادہ زمینیں ایک دوسرا عظیم الشان مصر بن جائینگی "

بريد فرنگ

شـــورش و اضطـراب هنـد

مـرض كي تشـغيص

مستر ایچ فیلـدنـگ هال (Mr. H. Filding Hall) ایک مشہور اهل قلم هیں اور آجکل برطاني مستعمرات (برٹش کالونیز) کے متعلق اکثر مشہور رسائل و جرائد میں خامه فرسائي کرتے رهتے

انجمـن هـــلال احمـر رنـگـون
اور اسکے والنٹیرز

هیں - پچهلي ولایت کي ڈاک میں انکے متعـدد مضـامین هنـدوستـان کے موجوده اضطـراب کے متعلق آئے هیں جنکا اقتباس دلچسپ اور مفید هوگا -

انهوں نے رساله " انیسوي صدي " میں ایک مضمون عنوان بالا سے شائع کیا هے - مضمون میں تحریر کرتے هیں که " سب سے زیاده اهم اور پیچیده سوال جو انگریزوں کے زیر مطالعه هے ' وه هندوستان کا سوال هے "

" جو بے چیني هندوستان میں اسوقت هو رهي هے ' نه وه کم هوتي هے اور نه کم هونے والي هے -

یه بے چیني کچهه مخصوص مقـامات یا مخصوص اقوام هي میں نہیں هے ' بلکه عام طورُ سے هر حصهٔ ملـک اور هر قوم میں پائي جاتي هے - اگرچه اسکي موجونمیں بلنـدي اور پستي بهي هے مگر یه موجیں گهٹنے والي نہیں هیں - آن میں مد نہیں هے ' همیشه جزر هي چلا جاتا هے !

هندوستان کے جذبات اب هم سے متفق نہیں هیں - اصلي جذبات کو هم کهوچکے هیں - هندوستان اب هماري حکومت برداشت نہیں کرسکتا - یه حکومت اسکو اب تلخ معلوم هونے لگي هے اور وه اس کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے لگا هے - وه اپنے وقت کا منتظر هے - جسوقت آسکو موقع ملا وه هم سے همیشه کے لیے جدا هو جائیگا اور همارا ساتهه چهوڑ دیگا - خواه همکو یه گوارا هو یا نهو -

مگر یه بات هم دونوں هي کي تبـاهي کا باعث هوگي - جـو لوگ که واقعات کو دیکهتے رهتے هیں' وه اس نتیجه میں شک و شبه نہیں کرسکتے - همکو لازم هے که وقت سے پہلے هم اپنا انتظـام کرلیں اور سیلاب کے آنے سے پہلے پل بانده لیں -

دیکهنا یه هے که وه کیا بات هے جسکي وجه سے هندوستان هم سے اسقدر متنفر هوگیا هے ؟ پہلے تو ایسا نه تها - هم نے هندوستان فتح نہیں کیا . . . وه خود اپني مرضي سے هماري حکومت کے زیرسایه خود بخود آگیا - انگریزي فوج نے هندوستان کو فتح نہیں کیا - نه انگریزي فوج نے غدر کے زمانه میں کچهه مدد کي - وه بیشک ضروري اور بمنزل بیخ و بن کے تهي ' مگر تنها کچهه بهي نہیں کرسکتي تهي - اسکي تعداد بهت کم تهي - آب و هوا اور موسم کي وجه سے انگریـز چل پهر تک نہیں سکتے تهے - وه فتوحات کیا کرتے ؟ انگریزي فوج هندوستان میں صرف چل سکتي هے مگر کسي قسم کي فتوحات هرگز نہیں کرسکتي "

(اصلي مرض)

اس عنوان کے تحت میں مستر فلیدنـگ هال نے اٹلانٹـک منتهلي میں ایک دوسرا مضمون شائع کیا هے اور اس بات کي کوشش کي هے که هندوستـان کي بے چیني اور انگریزونکي کي تالیف قلوب کي نا کامیابي کي تشریح کریں -

مستر فلیدنگ کو یقین هے که سول سروس کے ملازمین هندوستان بهت زیاده دیر میں بهیجے جاتے هیں اور اس سے قبل آنکي رائیں نهایت درجه متعصبانه قائم هوچکي هوتي هیں جو

محض قومي تعصب ' حاكمانه گهمنڈ ' جهل رسوم و عادات هند ' اغلاط فكر و راے ' اور نا قابل اعتبار وسائل علم و اخبار كا نتيجه هوتي هيں - يه لوگ هميشه انهيں رائيوں پر جمے رهتے هيں ' جس كي وجه سے اكثر نا قابل تلافی غلطياں ظهور ميں آتي رهتي هيں -

چنانچه مسٹر موصوف لكهتے هيں :

" اس زمانه كي تعليم پچهلے زمانے كي تعليم سے بالكل مختلف هوتي هے -

" قديم زمانه كے تعليم يافته لوگ كبهي ايسے متعصب نهيں هوا كرتے تهے - انهوں نے نه كبهي لفظ " قلوب مشرقي " سنا تها اور نه انكو كبهي بغير تجربه كے يه تعليم دي گئي تهي كه " مشرقي لوگ جهوٹے اور چور هوتے هيں " بلكه وه هر شخص كو جو هر انسانی سے متصف سمجهتے تهے ' اُنكے دل فياض اور اُنكے دماغ وسيع تهے - اُنكي طبيعت اس بات پر هميشه مائل رهتي تهي كه وه هر نئي بات كو سيكهيں - اُنكے قلوب قبل از وقت اصولونكي چار ديواري ميں اسطرح مقيد نهيں هو جاتے تهے كه اس محصور دل تک مشرقي لوگونكي همدردي كبهي پهونچ هي نه سكے - يهي وجه تهي كه وه مشرقي لوگونسے اچهي طرح ملتے اور انكے قلبي احساسات كو معلوم كركے انسے همدردي ركهتے تهے "

مسٹر موصوف نے هر بات كو نهايت واضح مثال سے اراسته و مدلل كركے ظاهر كيا هے - اُنكي تجويز اصلاحات نهايت اعلى هيں اور اس جمله پر ختم هوئي هيں :

" اگر رعايا كي حسيات كو ملحوظ ركها جاے ' انسے همدردي كی جاے ' اور ايسے حكام و عمال مقرر كيے جائيں جو انتظام كے ساتهه اِن ضروري امور كا بهی خيال ركهيں ' تو رعايا حكومت سے بهت قريب هوتي جائگي - پهر جب انكي قابليت سلف گورنمنٹ كے لائق هو جاے ' اوسوقت وه تمام حكومت اپنے هاتهه ميں آهسته آهسته لے ليں گے - وه ابهي سوراج كے قابل نهيں هيں - اگر وه كسي طرح حكومت كي اس مشين پر اپنا قبضه كر ليں تو بجاے چلانے كے اُسے پرزے پرزے كرديںگے - پس انكو انكے مقصد تک پهنچنے ميں خود هميں هي مدد كرني چاهيے ' نه كه غصه اور انتقام "

(انڈين سول سروس)

يهي اهل قلم ايک دوسرے مضمون ميں هندوستان كے انگريز حكام كي نسبت زياده صراحت سے بحث كرتے هوے لكهتا هے :

" گورنمنٹ طرز زندگي اور واقعات سے ايک گونه الگ تهلگ هے - پچاس برس هوے كه روز بروز رعايا اور واقعات ملكي دور جا رهے هيں - ابتدا ميں گورنمنٹ اُس اعلى مجموعۂ انساني كا نام تها جو لوگوں كي طرز زندگي سے واقف تهي - وه جانتے تهے كه حكومت كيونكر كرني چاهيے ؟ انساني طبيعت و فطرت كا اُنهيں علم تها - ان لوگوں كي آنكهيں كهلي تهيں - وه ويسا هي كرنے كي كوشش كرتے تهے اور وهي كام كرتے تهے ' جسكي انصاف اور راستي اجازت ديتي تهي - وه محض اسليے كوئي كام نهيں كرتے تهے كه قانون اسكا حكم كرتا هے - وه نظائر كي تلاش ميں بهي پڑتے تهے مگر حق پرستي هي اُن سے كام ليتي تهي - انهوں نے قانون كو انساني جامه پهنايا تها - ان كي رعايا عزت كرتي تهي - وه آدمي تهے ' نه كه فيصلۂ قانوني كي كوئي مشين -

حكومت اب محض ايک مدرسه كا نام هے جهاں لوگ صرف خيالات ميں زندگي بسر كرتے هيں اور اپنے آپ كو عيبوں سے مبرى خيال كرتے هيں - صم ' بكم ' عمي ! خيال اگر هے تو خشک اور بے معني قانون كا - اس دائرے سے باهر انكا قدم نهيں اٹهه سكتا - عجيب تر يه كه حكومت اپني تكاليف و مصائب كا باعث دوسروں كو قرار ديتي هے اور ملزم ٹهراتي هے !!

Ebersely نے ٹهيک كها كه هندوستاني سول سروس چند مدرسين كے مجموعے كا نام هے اور بس - بهت قريب هے كه اُسكي پيشين گوئي اس كے كام كے انجام كے متعلق پوري هو -

غرضكه سول سروس كي ناكامي كا احساس روز بروز بڑهتا جاتا هے - يه بات نه صرف هندوستانيوں اور چند انگريزوں هي پر منكشف هوئي هے بلكه گورنمنٹ پر بهي ظاهر هوگئي هے - اسكي خرابياں چند در چند هيں ' اور قريب هے كه هندوستان هم كهو بيٹهيں - اسكا الزام بهي موجوده سول سروس هي كے معكيے پر هوگا "

شهزاده عمر فاروق افندي

بن شهزاده عبدالمجيد افندي - حفيد سلطان المعظم ' جو وائنا كے دارالفنون ميں مشغول تعليم هيں -

هندوستان ميں انارکزم

اسي طرح رساله ايسٹ اينڈ ويسٹ (East & West) ميں " مسٹر ريس " هندوستان كي بے چيني پر رقمطراز هيں - وه لكهتے هيں :

" جو شخص اپنے متعلق كچهه سوچ بچار كرسكتا هے ' وه ضرور يه خيال كرتا هے كه دنيا كي سياسي اور اقتصادي مشين پراني هوكر ٹوٹ پهوٹ گئي هے - محب انسانية اشخاص (Humanitarian) اسوجه سے بے چين هيں كه دولت برابر سے تقسيم نهيں هوتي - ايک امير هے تو دوسرا محتاج - ايک آزاد هے تو دوسرا غلام - وه دنيا كو ايک اكهاڑے يا تماشگاه سے تعبير كرتے هيں ' اور كهتے هيں كه اسميں مزدور زندگي اور موت كے ليے جهگڑتے هيں ' اور آقا يا روپيه ادا كرنے والے اُنپر ايک سخت بهاري ٹيكس لگا ديتے هيں - وه تمدني حيثيت سے مؤثر كار كو اسيقدر مضر سمجهتے هيں ' جسقدر فرانس ميں شكار كي وه اجازتيں ' جو امرا كو سنه ١٧٨٩ سے قبل حاصل تهيں !!

غرض كه اسطيرح ايک فريق دوسرے فريق كا هميشه سے مخالف چلا آرها هے - اسي عالم ميں يكا يک طوائف الملوكي اور قانون شكني كا ظهور هوتا هے - كچهه عرصے خود سلخته قوانين سے هر طرح كي سختي غريبوں اور كمزوروں پر روا ركهي جاتي هے - جس كي وجه سے لاكهوں آدميوں كے دلوں ميں ظلم اور بے انصافي كا خيال پيدا هوجاتا هے -

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیں ایسا علاج اختیار کرنا چاہیے جس سے قومي تعلیم سے بہترین اخلاقي اور علمي نمونے کے آدمي طیار ہوں ' جس نے زمین اور سرمایہ برابر سب پر تقسیم ہو ' کوئي زبردست کسي زیردست کو نہ دبا جاے ' تقسیم . دولت برابر بہ حصۂ رسد سب کیلیے ہوجاے -

رسکن (Ruskin) کا قول ہے :

" وھي قوم سب سے زیادہ دولتمند ہے ' جو سب سے زیادہ بڑي تعداد انسان کي پرورش کرسکے اور انکو خوش رکھہ سکے "

ہندوستان کي فوضویت (Anarchism) کو بھي ہم اسي زمرہ میں لیتے ہیں - ہندوستاني اخبارات جو ہمارے قابل تحسین ڈاکخانے اور محکمۂ تار سے فائدہ اُٹھاتے ہیں' ہمیشہ ایسے مواد جمع کرتے رہتے ہیں جو یورپ اور امریکہ کے جنگجویانہ لٹریچر سے حاصل ہوسکتا ہے - تعلیم یافتہ جماعت میں انگریزي ایک قسم کي لنگوا فرینکا (عام زبان) ہوگئي ہے اور اسکے ذریعہ ایک حصۂ قوم میں ایسي بیداري پیدا ہوگئي ہے جو خود اختیاري حکومت (سلف گورنمنٹ) کے عشق سے معمور ہے ! "

مسئلۂ عمان

مسقط ' ایجین ' اور سیاست برطانیہ

گریفک اپني تازہ ترین اشاعت میں رقم طراز ہے :

" جب سے نپولین مصر میں آیا ہے اسوقت سے برطانیہ کي سیاست خارجیہ کا محور ہندوستان کا راستہ ہے -

یہي واقعہ ہے جسکي روشني میں ہمیں مشرق اوسط ' مشرق ادني ' اور بحر اسود کے شرر بار مسائل کا مطالعہ اور انکا فیصلہ کرنا چاہیے - کیونکہ یہ ایسے مسائل نہیں ہیں جنکا فیصلہ بند کمروں میں بیٹھکے ایک انسانیت دوست شخص کے نقطۂ نظر سے کیا جاسکے -

مسقط اور ایجین ' جو اسوقت حل طلب مسائل کي صف میں سب سے زیادہ ممتاز و نمایاں نظر آتے ہیں ' ہمارے محور سیاست سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ' کیونکہ دونوں نہایت ھي قریب سے مسئلۂ مدافعت ہند کو مس کرتے ہیں -

مسقط تو اسلیے کہ وہ ہندوستان کے خلاف بحري کار روائیوں کا مرکز ہوسکتا ہے ' اور ایجین اسلیے کہ مغرب کي طرف سے ہندوستان کي مدافعت کي اسکیم میں ایشیائي ترکي کا بطور سپر کے رہنا جزائر ایجین کي قسمت کے ساتھہ وابستہ ہے -

ان دونوں امور کا پیش نظر رہنا نہایت اہم ہے - خصوصاً اسلیے کہ ایک صورت میں تو لوگوں کا میلان اسطرف ہے کہ معاملات مسقط کو محض گولہ باري کے ایک مقامي اور نا قابل اعتناء واقعہ کي حیثیت سے دیکھا جاے - دوسري صورت میں میلان طبائع اسطرف ہے کہ ان جزائر کے متعلق اس طرح بحث کیجاے ' گویا انکي قسمت کا فیصلہ صرف اصول قومیت ھي کي بنا پر ہوسکتا ہے -

یہ صحیح ہے اور مجھے اسکا یقین ہے کہ فرانس کے ساتھہ جدید معاہدہ کا تعلق صرف تجارت اسلحہ ھي کي بنا پر ہے - اسکے علاوہ سلطنت میں فرانس کے تمام دیگر حقوق بدستور محفوظ ہیں مگر میں اس معاہدہ کو ایک دوسري طویل گفتگو کے طرف کام اولین سمجھتا ہوں -

ہمیں جو کچھہ چاہیے وہ یہ ہے کہ مسقط میں ہماري بالادستي بے سہیم و عدیل ہو - یہ ایک عقل سوز بو العجبي ہوگي کہ ہم ایک طرف تو خلیج فارس کے دوسرے حصوں میں اپنے پوزیشن کو مستحکم و منتظم بنانے کیلیے ترکي سے معاہدہ کریں ' اور دوسري طرف اس ضرورت کي تکمیل کیلیے ذرا بھي کوشش نکریں !

مسقط پر برطاني حمایت کے آغاز سے مانع وہ انگریزي و فرانسیسي معاہدہ ہے ' جو ۱۰ - مارچ سنہ ۱۸۸۶ ع میں ہوا تھا اور جسمیں مسقط کي اور زنجبار کي آزادي کے احترام کا عہد کیا گیا تھا - اس عہد کا جسقدر حصہ زنجبار کے متعلق تھا ' وہ تو ہم نے اگست سنہ ۱۹۰ع میں خرید لیا - مگر اس کا وہ حصہ ' جو مسقط کے متعلق ہے ' ابھي نا خریدہ پڑا ہے اور ہنوز بالکل صحیح و سالم ہے - بارہا کوشش کي جا چکي ہے کہ اس حصہ کا فیصلہ ایک ایسے وسیع عہد نامہ کے ذریعہ سے ہو جاے جسمیں اسکے علاوہ گیمبیا اور فرانسیسي مقبوضات ہند کا بھي [illegible] جاے - گیمبیا فرانس کو دیدیا جاے اور [illegible] مقبوضات برطانیہ [illegible] - مگر ہر بار قومي جوش کے استعمال نے تمام عمدہ مساعی کو شکست دي اور یہ گرہ اسی طرح نا کشودہ پڑي رہگئی -

سنہ ۹۸۸۶ ع میں جرمنی بھی اس اعلان سنہ ۱۸۴۳ ع میں شریک ہوگیا - اس کي شرکت نے اس مسئلہ کو اور بھی پیچیدہ کردیا ہے -

اسوقت آخري فیصلہ کے واسطے دو بارہ سلسلہ جنباني کرنے کے لیے تمام حالات موافق و ساز گار ہیں - انگریزي و فرانسیسی اور انگریزي و جرمن تعلقات کا مطلع ابر و غبار سے اسطرح صاف ہے کہ اس مبادلۂ مقبوضات پر کوئی اعتراض نہ ہوگا ' جو چند سال ہوے تجویز کیا گیا تھا -

حضرة الامیر سلطان تیمور
بن فیصل والي عمان

بہر نوع خلیج فارس میں ہمارے مصالح و فوائد کے منتظم اور با قاعدہ ہونے کے لیے مسئلۂ مسقط کا حل نا گزیر ہے - اور یہ راے تو کسي طرح لائق قبول نہیں کہ خطرات و مشکلات کے اس کھلے ہوے دروازے کو ایک طویل مدت تک یونہیں کھلا پڑا رہنے دیا جائے -

رہے جزائر ایجین ' تو اس علم نے جو آج قبرص پر لہرا رہا ہے ' بلکہ خود سنہ ۱۸۷۸ ع کے اس معاہدہ نے جسکي بدولت یہ علم لہراتا ہے ' انکے متعلق ہماري پالیسي کي داغ بیل ڈالدي تھي ' یہ عہد نہ اعتناء و التفات سے محروم اور عرصہ دراز تک حقیر سمجھا جاتا تھا مگر آج عثماني شاھنشاھي اور بحر اسود کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوے متعصب سے متعصب مخالف بھي اسکي اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا -

حقیقي سیاست ایک ایسا میدان ہے ' جہاں تورات مقدس کے " احکام عشرہ " نہیں چلتے - اسلیے ہم نہیں چاہتے کہ خیال پرستوں کے اوہام و آراء کے پشتاروں کو لاد کے اپنے بار کو اور بڑھائیں -

آیـر لینـد هـوم رول بـل

اور اُس کي تاریخ خونین کے بعض مشہور اشخـاص

ملکـۂ الیـزبیتھہ ، جس کے عہد میں آیر لینـد نے نسبتـاً آرام پـا یا (۱۵۵۸ ع)

شـاہ هنـري چهـارم (۱۵۸۹)
جس نے سب سے پہلے پروتسٹنت مذهب کي آزادي کا اعلان کیا

یہ تصاویر مضمون " آئرلینڈ هوم رول بل " نمبر (۲) کے متعلق هیں' جو ۲۸ ذی قعدہ کي اشاعت میں نکلا ہے - الیزبیتھہ اور هنري چهارم اس سلسلے کے خاص اشخاص هیں - غلطي سے یہ تصویریں گذشتـہ اشـاعت میں انـدراج سے رهگئیں -

مقالات

ان فی ذلک لایات لقوم یوقنون !

آیرلینڈ ہوم رول بل

(۲)

اب اٹھارویں صدی نمودار ہوئی ' جو انگلنڈ کے نشو و تکون کا عہد ہے - جب کہ ظلم و ستم کی تاریکی میں رحم انسانی اور حب انسانیت اور نظام و قانون کی برق کبھی کبھی چمک جاتی تھی ' اور جب کہ درندوں کے جھنڈ میں کچھہ انسان بھی پیدا ہو چلے تھے -

یہ انسان کون تھے ؟ مولینکس ' ڈین سافٹ ' اور ڈاکٹر لوکس وغیرہ تھے - یہ اشخاص انگریز پروٹسٹنٹ اہل قلم تھے ' جو آیرلینڈ کے کیتھولک فرقے کی فریاد رسی اور اعانت کے لیے اٹھے تھے - ہم نے کہا نہ بجلی چمکی - یہ سچ ہے ' پر تاریکی بھی تھی - مولینکس کا رسالہ جس کا عنوان " ترمیم دعوائے آیرلینڈ " تھا ' آگ کے ڈیرنا کو نذر کیا گیا ' تا کہ موسی کی شریعت کے مطابق قربان گاہ ظلم و ستم کے لیے " سوختنی قربانی " ہو -

یہ ہے عملی اقرار اوس گناہ کا ' جو اسکندریہ کے کتبخانے میں دیا گیا ' اور جس کو چالاکی سے ہمارے سر تھوپا جاتا ہے -

ڈین سافٹ کے رسالے کے لیے انعام مشتہر ہوا کہ یہ اوس شخص کو دیا جائے گا جو پتہ لگائے کہ یہ کہاں کہاں فروخت ہوتا ہے ؟ عجب نہیں کہ ہندوستان کا پریس ایکٹ اسی قدیم ماخذ کے تجربہ و عمل کی نقل ہو !

ڈاکٹر لوکس کو اون قوانین کی بنا پر جو آیرلینڈ کے جبر و قہر اور انگریزی حقوق کی محافظت کے لیے وضع ہوئے ' آیرلینڈ سے بھاگ کر انگلینڈ آنا پڑا ' جہاں اب حریت عامہ کا سپیدۂ صبح نمودار ہو رہا تھا -

سنہ ۱۷۸۲ - میں ایک طرف تو یہاں ایک شخص ہنری گراٹن پیدا ہوا ' اور دوسری طرف ایک اور مفید تحریک کا موقع مل گیا - افواہ تھی کہ فرانسیسی فوج آیرلینڈ پر حملہ آور ہوگی ' اس بنا پر آیرلینڈ کے وطن پرست نوجوانوں نے ملک و وطن کی محافظت کے لیے خود والنٹیر بن کر آیرلینڈ کے لیے ایک فوج طیار کرلی - فرانسیسی تو نہ آئے اور اس لیے نوجوانان آیرلینڈ کو میدان معرکہ میں کامیابی کا موقع بھی نہ ملا ' لیکن اس جوش و خروش اور کثرت و ہجوم کے ذریعہ انہوں نے انگلینڈ سے میدان سیاست جیت لیا ' یعنی آیرلینڈ کی مجلس ملکی مستقل اور خود مختار ہوگئی - جارج اول کے فرمان کا چھٹا حکم جو نہایت ظالمانہ تھا ' منسوخ ہوا - کوینکس وغیرہ کے نام سے اور جو قابل اعتراض اور غیر سنجیدہ قوانین و نظامات انگلینڈ کی طرف سے آیرلینڈ میں جاری تھے ' باطل النفاذ قرار پاگئے -

ابھی ایک سب سے زیادہ شدید اور دیر طلب مرحلہ باقی تھا ' جس کو اہل آیرلینڈ اپنی اصطلاح میں " آزادی " کہتے تھے ' یعنی " مساوات حقوق و قوانین " اور " ابطال تفرقۂ و امتیاز حاکم و محکوم " یہ وہی شے ہے جس کے الفاظ و تعبیرات سنہ ۱۸۵۷ میں ہم ہندوستانیوں کو بھی مل گئے ہیں ' لیکن جن کے مفہوم و مصداق کی تلاش میں ہم ۵۷ - برس سے سرگردان و پریشان ہیں !!

ابھی یہ واقعات تازہ تھے کہ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں ثورۂ فرانس نے دنیائے سپید میں مطالبۂ حریت و استقلال کی ایک نئی امنگ پیدا کردی - تلخی نتائج اور ناکامی سعی نے آیرلینڈ کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ' دونوں فرقوں کو متحد کردیا کہ :

عند المصائب تذهب الاحقاد

" اوقات مصائب میں عداوتیں بھلا دی جاتی ہیں " ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۱ کو ایک سیاسی مجلس کی بنیاد ڈالی گئی جسکا نام (جمعیتہ متحدۂ آیرلینڈ) رکھا گیا ' اور جس کا مقصد " تمام آیرلینڈ کا بلا تفریق و امتیاز نسل و مذہب ' متحداً و متفقاً آیرلینڈ کے استقلال و آزادی کی طلب و سعی " قرار پایا - انگلینڈ نے شدت اور سختی کے ساتھہ اس شورش کو فرو کرنا چاہا ' عدالت عالیہ کا قانون اوس نے اٹھا دیا ' اور فوجی قوت کی اعانت سے جلسوں اور جمعیتوں کو منتشر کر دیا ' مختلف محلوں میں پبلک کی نگرانی و مراقبت کے لیے فوجی پہرے بٹھائے گئے -

لیکن دنیا میں ایک چراغ ہے جو روشن ہوکر پھر نہیں بجھتا - وہ حریت صحیحہ کا چراغ ہے - اہل آیرلینڈ نے پہلے مخفی اور سری جمعیتیں قائم کرلیں ' اور پھر فرانس سے اعانت طلب کی ' اب یہ بالکل قریب تھا کہ انگلینڈ کے خلاف فوجی مظاہرہ شروع ہوجائے - مگر بد بختی سے گورنمنٹ نے اپنی سختی اور تشدد کا ہاتھہ اور زیادہ مضبوط کردیا ' یعنی ۳۰ مارچ سنہ ۱۷۹۸ کو آیرلینڈ میں کورٹ مارشل جاری ہوگیا -

بہانہ طلب حکام اس موقع پر اپنا جہنمی ہاتھہ پھیلانے کے لیے حکومت کے صرف گوشۂ چشم کے منتظر رہتے ہیں ' انہوں نے وہ دست درازی اور تعدی کی کہ ہوا اور زیادہ تند ' اور شعلے اور زیادہ مشتعل ہوگئے - ایک بغاوت عام شروع ہوگئی - پانچ مہینے تک پانی کا جزیرہ آگ کا آتشدان بن گیا تھا - متعدد مشہور معرکوں میں آیرلینڈ بڑھا کہ انگلینڈ کی مٹھی سے اپنی " ماسامح مغصوب " چھین لے ' لیکن ہر مرتبہ گرفت مضبوط پائی اور ناکام واپس لوٹ آیا -

ان معرکوں میں ایک لاکھہ ۳۷ - ہزار انگریزی فوج مشغول رہی ' اور مصارف کی تخمین ۳ - کرور پونڈ سے ۵ - کرور پونڈ تک کی گئی ہے ' مقتولین کی تعداد ۲۰ - ہزار انگریز اور ۵ - ہزار آیرش تھی - اختتام جنگ کے بعد بھی بہت سے وطن پرست اسیر قتل کیے گئے کہ ان کے جرم حق طلبی کی یہی سزا تھی !

سکون فتنہ کے بعد لارڈ کارنلس آیرلینڈ کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا - آسے ان اسباق نتائج کی تعلیم دی گئی ' جو انگلینڈ کو صدیوں

کي محنت و تکالیف کے بعد یاد ہو چلے تھے ' یعني یہہ کہ کس صلح و آشتي اور نرمي کے ساتھہ کسي غیر ملک و قوم پر حکومت کرني چاهیے ؟ سنہ ۱۷۹۵ میں جب اٹھارہویں صدي اپنے واقعات بوقلموں و حوادث گونا گوں کي تاریخ ماضي کے پردے میں روپوش ہو رهي تهي ' ایرلینڈ کے تمام مجرمین سیاسي کے نام عفو عام کا حکم صادر ہوگیا ' اور حالات ملکي کي ظاهري سطح ساکن اور مطمئن نظر آنے لگي -

(اتحاد حکومت انگلینڈ و آیرلینڈ)

سنہ ۱۸۰۱ ع

نئي صدي کے شروع سے آیرلینڈ کے موسم سیاست پر ایک نیا کهیل شروع هوا ' جس کا آخري پردہ جب اٹھا ' تو هم نے دیکھا کہ انگلینڈ و آیرلینڈ کي ایک متحدہ حکومت قائم هے ' اور اب برٹش حکومت کا نام تنها ' " انگلینڈ کي حکومت " نہیں هے ' بلکہ " انگلینڈ و آیرلینڈ کي متحدہ حکومت " هے - لیکن کیا یہہ بهي انیسویں صدي کے اعاجیب و معجزات میں سے کوئي اعجوبہ اور معجزہ تها کہ دو حریف دشمنوں کے وہ هاتهہ جو صرف تطاول اور حملے هي لیے اٹھتے تھے ' اب مصافحے کے لیے بڑھنے لگے ؟

لوگ کہتے هیں کہ لوهے کے تیز اور آبدار آلے میں بڑي قوت هے ' لیکن میں کہتا هوں کہ چاندي اور سونے کے سکوں میں بڑي قوت هے ! ۶۰۰ سو برس کا سلسلۂ فتنہ و حرب ' جدل و قتل ' محاربہ و مقاتلہ ' جس کو بازوے زور آزما اپنے متواتر حملوں سے کبهي کاٹ نہ سکا ' اوس کو کمزور هتیلیوں نے نقرئي و طلائي سنگریزوں سے بالکل چور چور کردیا !

هم نے بار بار کہا هے اور پهر کہتے هیں کہ قوموں کے سقوط و زوال کا صرف ایک هي سبب هے ' یعني " خیانت قومي " جو صرف طمع زر و جاہ کا نتیجہ هے - وہ اپنے دشمنوں کے پاس اپنے دوستوں کے پاس سے زیادہ روپے کے ڈهیر اور جاہ و عزت کي فراواني دیکھتا هے تو مجنون هو جاتا هے ' اور اپنے دوستوں سے هٹ کر اپنے دشمنوں کے پاؤں پر یہہ پکارتے هوے سر رکهہ دیتا هے ' کہ " قوم و وطن کي عظمت تمهارے پاؤں کے نیچے ڈالتا هوں ' لیکن للہ اپني جیب کے چمکتے هوئے روپے هاتهہ میں رکهہ دو اور اپنے پہلو کا بلند چبوترہ بیٹھنے کو دو "

تاریخ نے اکثر تو یہہ بتایا هے کہ دشمن " بچۂ افعي " اور " اخگر آتش " سمجھکر اس فرصت سے فائدہ اٹھاتا هے ' اور گرے هوے سر کو پاؤں سے ٹهکرا ٹهکرا کر کچل ڈالتا هے ' لیکن کبهي مصالح مستقبل کي حفاظت کے لیے اوس کے حرص و آز کو خزف ریزوں کے ڈهیر سے پُر بهي کر دیتا هے ' اور اوس کو آس پاس کے کسي بلند چبوترے پر بٹها بهي دیتا هے - فتح مند نوجوان اس عجیب الخلقۃ انسان کو دیکھتے هیں اور هنستے هیں ' اور مفتوح و خراب خوردہ قوم اوس پر نظر کرتي هے اور نفرت و تاسف سے روتي هے !!

ایسے ملک میں جو ۶۰۰ برس سے نیم غلامي کي زندگي بسر کر رها تها ' ایسے اشخاص کي کچھہ کمي نہ تهي - چنانچہ لارڈ کار نولس اس معاملے کے لیے آیرلینڈ بهیجا گیا - اس نے اس فرض کو نہایت خوبي سے انجام دیا - اس نے بعضوں سے آیرلینڈ کے خطاب امارت (لارڈ شپ) کا ' بعضوں سے قدیم نوابي کے عہدے کا ' اور دیگر اشخاص سے برٹش اقطاع حکومت کے مناصب جلیلہ کا وعدہ کیا - اکثر امرا و ارکان حکومت و مجلس آیرلینڈ کا منهہ روپیوں سے بند کردیا گیا ' بالآخر ۱۲ - لاکهہ فوج سے جو کام نہیں هوسکتا تها ' وہ ۱۳ - لاکهہ پونڈ میں بحسن و خوبي تمام انجام کو پہونچ گیا - آیرلینڈ کي مجلس حکومت بعض شرائط متفقہ پر ٹوٹ کر انگلینڈ کي پارلیمنٹ میں مدغم هوگئي ' انگلینڈ و آیرلینڈ کي حکومت متحدہ کي بنیاد ڈالي گئي ' اور انگلش پارلیمنٹ میں حسب حصۂ مشروطہ ' آیرش ممبروں کا بهي انتخاب هونے لگا -

اس ادغام و اتحاد سے فرزندان آیرلینڈ کے مناصب و اعزاز میں کہاں تک ازدیاد هوا ؟ اور فتح مند لارڈ نے خود اپنے اس عمل مبارک کو کس نظر سے دیکھا ؟ اس کا جواب خود لارڈ موصوف کي ایک تقریر کے حسب ذیل فقروں سے ملے گا :

" اس وقت میں ایک نہایت نا گوار خدمت انجام دے رها هوں ! مجهے ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا هے جو اس آسمان کے نیچے سب سے زیادہ بد معاملہ هیں !! میں اس ساعت مشئوم کو یاد کر کے جب میں نے اس کام میں هاتهہ ڈالا ' خود کو ملامت و نفرین کرتا هوں ! اگر مجهے کچهہ تسکین هے تو صرف اس خیال سے کہ اگر یہ اتحاد نہ هوتا تو حکومت برطانیہ کے اجزا یقیناً منتشر هو جاتے "

(امم نصرانیہ میں کلیسا)

اتحاد حکومت کے ساتهہ اتحاد کلیسا کي بهي دفعہ تهي ' یعني آج سے انگلینڈ اور آیرلینڈ ایک هي کلیسا کے ماتحت هونگے امم نصرانیہ میں کلیسا کي متابعت کے وهي معني هیں جو مسلمانوں میں کسي خاص امام یا مجتہد کي متابعت کے - پس آیرلینڈ کي کلیساے انگلینڈ کي متابعت ' ویسي هي حیثیت رکهتي هے جیسي مسلمانوں میں احناف و شوافع کا ' اصحاب حدیث کي تقلید و اتباع کرنا ' یا اشاعرہ کا ارباب اعتزال کي پیروي و انقیاد -

اهل آیرلینڈ نے اگر حماقت سے اتحاد کلیسا کي دفعہ منظور کرلي تهي تو ظاهر هے کہ اس نشۂ بلاهت و سفاهت کا خمار زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا تها - نئے مذهب نے گمراهان راہ سیاست کو اکثر صحیح پولیٹکل راستے کي هدایت کي هے - اهل آیرلینڈ کو دو برس سے زیادہ مذهب نے گمراہ نہ چهوڑا ' (رابرٹ ایمٹ) کي زیر سیادت ایک سیاسي حرکت نمودار هوئي ' لیکن سوء تدبیر نے جو سوء استعمال اور نا آخر بیني کا نتیجہ هے ' نا کام رکھا ' اور بالآخر اس سر خیل قافلۂ حرکت سیاسي نے " یہودیوں کے بادشاہ " یعني یسوع کي طرح سولي پر جان دي -

رابرٹ ایمٹ مرگیا ' لیکن جو جنبش و حرکت وہ پیدا کر گیا تها وہ نہ مري - چند برسوں تک رومن کیتهولک فرقے کي آزادي و حریت کا مسئلہ فریقین میں موجب اضطراب و فتن رها ' پارلیمنٹ میں اکثر اس پر پُر جوش اور طویل مباحثے هوے لیکن بے سود ' آخر ۲۰ برس طرفین کے اس مجاهدۂ لساني میں بسر هوگئے - ان حوادث و مصائب میں آیرلینڈ روز بروز زیادہ تباہ کار اور ضعیف هوا گیا ' زمین کے " خدا " کي طرح آسمان کا خدا بهي غضبناک تها ' روپیوں کي قلت هوگئي ' سرمایۂ ملکي مرتبۂ صفر کو پہونچ گیا ' غلے کا نرخ ۵۰ في صدي کم هوتا گیا !!

(ڈینیل اوکونل)

آسمان کا خدا غضبناک هوتا هے کہ اپنے نزول رحمت کے لیے اسباب پیدا کرے ' هوا زور زور سے چلتي هے کہ بادل کے منتشر ٹکڑے یکجا هو جالیں اور رحمت کا پاني کهل کر برسے - پاني برسا اور آیرلینڈ کي خاک نے (ڈینیل او کونل) نام ایک عجیب و غریب انسان پیدا کیا جو کوششوں کا پتلا اور همتوں کا مجسمہ تها - اوسکي جہد و

جہاد اور سعی و طلب کا سلسلہ سنہ ۱۸۴۷ تک قائم رہا جو اوسکی وفات کی تاریخ ہے -

(جمعیۃ کاتھولیکیہ)

ڈینیل اوکونل کی اعانت و مساعدت کے لیے تمام امراے سیاسی اور رؤساے دینی طیار ہوگئے ' ملک کے اقطاع و اطراف میں کیتھولک فرقے کی حمایت و نصرت کے نام سے سیکڑوں انجمنیں ترتیب پاگئیں ' جن میں سب سے معروف " جمعیۃ کاتھولیکیہ " ہے - جمعیت کا اثر و نفوذ تمام ملک پر چھا گیا ' اور ہر طرف سے جمعیت کے ... و مخارج کے لیے قطعات نقرئی و طلائی برسنے لگے - بالاخر یہ بے پناہ حربہ کارگر ہوا - ۱۳ - اپریل کو شاہ انگلینڈ نے آیرلینڈ کے رومن کیتھولک فرقے کے فرمان آزادی و استقلال دینی پر دستخط کردیے -

(امم نصرانیہ میں تعصب مذہبی)

نصاراے مغرب نے ہمیشہ کہا ہے کہ تعصب مذہبی صرف جنسیت اسلام کا خاصہ ہے ' آیرلینڈ و انگلینڈ کا ہفت صد سالہ مرقع تاریخ قارئین کے سامنے ہے ' اوس میں جو کچھہ نظر آیا وہ مذہبی تعدی ' ظلم ' سخت گیری ' اور تعصب کے لائق نفرین کارناموں کے سوا اور کیا ہے ؟ اور ہاں ' یورپ اگر سچا ہے جیسا کہ اوسکا معصوم چہرہ اکثر ظاہر کرتا ہے ' تو آیرلینڈ کے کیتھولک فرقے کی کوشش و سعی ' جد و جہد ' اور اضطراب و اضطرار کس چیز کی طلب کے لیے تھا ؟ اور یہ کیا چیز تھی جو ۱۳ - اپرل سنہ ۱۸۲۹ کو انگلینڈ کے " حامی دین (۱) پادشاہ " کے دستخط سے مزین ہوئی ؟ اور یہ کیا چیز ہے جس کا نام تاریخ میں " فرمان آزادی و استقلال دینی " مشہور ہوا ہے !

(امم نصرانیہ میں جزیۂ مذہبی)

مسلمان اپنے عہد حکومت میں غیر قوموں سے ایک قسم کا محصول لیتے تھے جس کا نام " جزیہ " تھا - ہم نے اپنی تاریخ سے ' احکام مذہبی سے ' بنا بر حکومۃ ہاے اسلامیہ کے طرز عمل سے بارہا ثبوت دیا ہے کہ وہ ایک فوجی محصول ہے جو اون لوگوں سے لیا جاتا ہے جو خدمات جنگ سے مستثنی ہیں ' تاکہ وہ ملک کے امن پر صرف ہو ' لیکن یورپ کا بار بار جاہلانہ اصرار ہے کہ وہ ایک " مذہبی ٹیکس " ہے - بہر حال جو کچھہ ہو اوس سے عورتیں ' بچے ' بوڑھے اور نادار مستثنی تھے - صرف جوانوں سے حسب مقدار ثروت ' لیا جاتا تھا - متوسطین سے چند درہم اور امرا سے چند دینار -

آیرلینڈ کی کل آبادی میں پروٹسٹنٹ صرف - ۱/۱۰ - تھے لیکن تمام رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ کلیسا کے مصارف کے لیے آمدنی کا دسواں حصہ یعنی ایک عشر Tenth Tithe وصول کیا جاتا تھا - کیا یہ وہی مکروہ جزیہ نہیں ؟ کیا یہ وہی مبغوض مذہبی ٹیکس نہیں ' جس کا اسلامی تاریخ میں ذکر کرتے ہوے ایک یورپین مورخ غصے سے کانپنے لگتا ہے اور نفرت سے بھر جاتا ہے ؟ پھر کیا یورپ کو " اپنی آنکھہ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو اپنے بھائی کی آنکھہ سے تنکا نکالنے کے لیے بے قرار ہے " ؟

یہ ایسی مذہبی عصبیت نہ تھی جس کو کیتھولک جماعت بآسانی انگیز کرلیتی - ایک خوفناک جنگ برپا ہوئی جس کا

(۱) من جملہ شاہ انگلینڈ کے خطابات شاہانہ کے لفظ " حامی دین " بھی ہے - ملہ -

نام " حرب عشر " ہے اور جس میں قساوت و بے رحمی کی وہ صنعتیں ظاہر ہوئیں ' جن میں دیگر صنائع و حرف کی طرح یورپ ایشیا سے بہت آگے ہے - سنہ ۱۸۳۱ ع کی نمائش اعمال میں انگلینڈ کو نظر آیا کہ عجب نہیں ' بازار تہذیب و تمدن میں ان قسیانہ و بے رحمانہ صنائع کا بھدا پن اور قبح عمل موجب کساد شہرت ہو - اس لیے اوس نے قانون عشر کو منسوخ کردیا اور صرف زمینداروں تک محدود رہا -

مسئلۂ صلح کانپور اور الهلال

مسٹر مظہر الحق

الهلال کا اختلاف

حضرت مولانا ' السلام علیکم ورحمۃ اللہ - تصفیہ کانپور کے متعلق جناب نے جو راے ظاہر فرمائی ہے ' اگرچہ وہ عام راے سے مختلف ہے تاہم اس بنا پر اگر چند کلمات عرض کروں تو معاف فرما لیں -

میرے نزدیک تصفیہ مسلمان ... خیال کے بالکل خلاف ہوا ہے ' اسلیے کہ اصل مسئلہ مازمین کی رہائی نہیں ' بلکہ مسجد کی تعمیر ہے ' اسکو اسطرح طے کرلینا کہ زمین سے آٹھہ فٹ بلند چھجہ بنا کر وضو خانہ تعمیر کرلیا جاے اور نیچے زمین تمام گذرگاہ کر دیجاے ' گویا عملاً اسکا ثبوت دینا ہے کہ اگر آیندہ کوئی مسجد سڑک میں آتی ہو تو پوری مسجد آٹھہ فٹ بلندی پر بنا دیجائیگی اور نیچے کا حصہ سڑک کردیا جائیگا ' تمام اخبارات اس فیصلہ کو بہ نظر استحسان دیکھتے اور اطمینان ظاہر کرتے ہیں مگر الهلال کی حالت تمام لیڈروں اور اسلامی اخبارات سے بالکل مختلف ہے -

یہ تو میں کبھی نہیں کہہ سکتا کہ جناب نے اپنی ضمیر کے خلاف اظہار خیال کیا ہے ' لیکن معاف فرمائینگے آپ ' اگر میں کہوں کہ شاید اس خیال سے کہ اس صلح میں مسٹر حق بھی شریک تھے ' سفر مقصود کے طے کرنے میں خلاف امید اور خلاف عادت ایک سریع السیر راستہ چھوڑ کر دور دراز راستہ اختیار کیا گیا ہے - حالانکہ میں نے کانپور میں سنا تھا کہ ایک سخت تار مسٹر مظہر الحق کے نام آپکا آیا ہے کہ آپ کو اس صلح سے اختلاف ہے - اور آپ اختلاف کرینگے -

جناب مولانا ' شاید آپکو اپنی قوت کا علم نہیں ہے ' اگر آپ ایک لیڈر ' ایجی ٹیشن قایم رکھنے کے متعلق لکھدیتے تو آپ باور کریں کہ جوش برابر قایم رہتا ' گو مسجد کے متعلق یہ ایجی ٹیشن مفید بھی ثابت نہ ہوتا تو بھی آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ اور حیثیتوں سے کسقدر مفید ہوتا - والسلام -

ایک مسلمان - از ہنسوہ ضلع فتحپور -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

مراسلات

مصالحة مسئلـۂ اسـلامیـۂ کانپور

اقتبـاس بعض مـکاتیب و رسـائل

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - الہلال نمبر ۱۶ جلد ۳ - مطبوعه ۱۵ - اکتوبر سنه ۱۹۱۳ میں عنوان "گم شده صلح کي واپسي" کے ذیل میں آپ نے اس ایڈریس کي نقل دي ہے جو ۱۴ اکتوبر کو مسلمانان کانپور کي ایک جماعت نے پیش کیا تھا اور لارڈ ممدوح نے جو جواب ایڈریس مذکور کا دیا اسکو بھي میں نے بغور مطالعه کیا - میں نہیں سمجھه سکا که یه ایڈریس کل مسلمانان ہند کے قائمقاموں یا ملزموں کي تجویز اور منظوري سے مرتب ہوا یا فوري طور پر کانپور کے سربرآورده اصحاب نے اپني ذمه داري پر مرتب کیا تھا - بہرنوع جب ایڈریس میں یه امر درج ہے که "ہم نہایت زور سے ان لوگوں پر نفریں کرتے ہیں جنسے غیر قانوني کام ظہور میں آیا نیـز یه که "انہوں نے خلاف قانون پتھر پھینکے یا کسي دوسري غیر قانوني طریق سے پیش آئے" تو اب اس بات کے ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے که ۳ - اگست کا مجمع خلاف قانون تھا ' اور یه اندراج اقبال جرم کے مساوي بلکه صریح اقبـال جرم ہے ' پس لارڈ ہارڈنـگ بالقابه کا اپنے جواب میں یه فرمانا که "بچے جب کوئي بھي حرکت کرتے ہیں تو باپ کا فرض ہے که ان پر رحم کرکے انکو سرزنش کرے تاکه وه عقل سیکھیں اور اینده غلطي نـکریں" اور بقول لارڈ موصوف "عام حالات کي رو سے گورنمنٹ کا یه فرض ہے که وه انکو عدالت کے سپرد کرکے سزا دلاے" -

لیکن گذشته ایام قید میں ملزم کافي تـکلیف اٹھا چکے ہیں ' پس لارڈ ممدوح نے اپنا رحم دکھلایا اور ۱۰۶ ملزموں کے برخلاف جو مقدمات باوری عدالت میں دایر تھے انکو اٹھا لیا اور ملزموں کو بعزت رہا فرمادیا !!

پس اس انجام کو دیکھه کر جسکا اعتراف ایڈریس میں کیا گیا ہے ہر شخص یه کہنے کا حق رکھتا ہے که اخر جب جرم کا اقبال ہي کرنا تھا تو اسقدر شور و شغب اور آه و فغاں کرنا محض بے سود تھا ' اور کوه کندن و کاه برآوردن کا مصداق -

میرے خیال میں اقبال جرم کي صورت میں گورنمنٹ اور اسکے کارکن افسروں کا ذره بھر بھي قصور نہیں ہے ' اور بلا شبه لارڈ ہارڈنـگ بالقابه کا یه رحم کا برتاؤ که ۱۰۶ ملزموں کو صرف چند اشخاص کے اقبال جرم کرنے کي صورت میں رہا کردیا ' قابل ہزار ستایش اور مستحق شکریه ہے ' اور اسیواسطے ہندوستان کے ہر ایک حصے میں مسلمانوں نے ایسے جلسے کیے -

مسجد کے منہدمه حصه کا یه فیصله که جس قدر مسجد کي زمین سڑک میں ملادي گئي ہے ' پبلـک کي گزرگاه کے لئے بدستور چھوڑ دي جاوے اور اسپر ۸ فیٹ کي بلندي چھت ڈالکر متولي اسیطرح کا دالان بنالیں جسطرح پر که وه پہلے موجود تھا ' اور نیز لارڈ ممدوح کا یهه خیال که اس کي ملکیت کا خیال فضول ہے ' میں نہیں سمجھتا که کس قانون کے مطابق ہے ؟ شرع محمدي کے رو سے تو یقیناً یه فیصله درست نہیں ہے ' لیکن اگر کسي انگلش قانون کے مطابق ہو تو اسکا مجھکو علم نہیں -

بموجب شرع محمدي کے جائداد موقوفه کا کوئي مصرف سوا‌ے اس غرض کے ' جسکے لئے کوئي جائداد وقف ہوئي ہے ' کوئي اور نہیں ' اور نه اسکا عارضي یا دائمي انتقال ہوسکتا ہے اور نه اسکا کوئي حصه وقف سے خارج ہوسکتا ہے ' اسلیے لارڈ ممدوح کو چاہئے تھا که جہاں ملزموں پر اسقدر رحم فرمایا ہے که بعد جوڈیشل ثبوت کے محض ایڈریس دینے والوں کے اقبال پر ملزموں کے برخلاف جسقدر مقدمات باوری کے عدالت سیشن میں تھے اپنے شاہانه اختیار سے عدالت سے اٹھا کر انکو بعزت رہا فرما دیا ہے ' وہاں اسقدر اضافه فرما دیتے که جسقدر حصه زمین کا سڑک میں ملادیا گیا ہے وه واگزار کیا جاتا ہے ' که مسلمانوں کے مذہبي قانون مداخلت ہوتي ہے ' یا کم سے کم ہندوستان کے علماء و فقہاء سے استفتا فرما لیتے که اس قسم کا فیصله مسلمانوں کي شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے ' لیکن افسوس شاید تنـگي وقت نے لارڈ ممدوح کو ایسا کرنے نہیں دیا - لیکن اسکي اصلاح کے واسطے ہنوز وقت موجود ہے ابھي تـک نه تو سڑک تیار ہوچکي ہے اور نه دالان مسجد ہي بن چکا ہے -

خاکسار عطا محمد امرتسري

جلسۂ لکھنؤ

۲۶ اکتوبر کو ایک عظیم الشان عام جلسه قیصر باغ میں بغرض ادا ئے شکریۂ حضور وائسرائے منعقد ہوا - انعقـاد جلسه کي خبر بذریعه اشتہارات ایک روز قبل کر دي گئي تھي - ۳ بجے کو اجتماع کافي ہوگیا تھا مگر بعض رزولیوشن جو جلسے میں پیش ہونے والے تھے ' اب تک زیر بحث تھے ' اور جلسے کي کارروائي کے قبل ہي اختلاف آرا کے جوش نے اسقدر چپقلش برپا کردي تھي که جلسے کي نمایاں اور سر برآورده صورتیں رزولیوشن کي مسوده ہاتھه میں لئے ہوئے بغرض افہام و تفہیم ۲۰ ' ۲۰ - ۲۵ ' ۲۵ حاضرین کو اپني طرف مخاطب کرکے بعض کو حصول رائے کي غرض سے اور بعض کو مصالح سیاسي کي تفہیم کي بنا پر ' اپنے گرد و پیش جمع کر رہے تھے !

طرفین کي پرجوش جماعتیں اپنا اپنا کام کر رہي تھیں ' اور یه سلسله تقریباً ۴ تـک جاري رہا - اسکے بعد مسٹر نبي الله کي زیر صدارت کارروائي شروع ہوئي ' صدر نے ۳ - اگست کے واقعه کا اور پھر اس اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے کہا "نہـایت مسرت قلبي کا باعث ہے که ہم لوگ آج اس خون ریز واقعه کے ناگوار معاملات کو مختتم دیکھکر حضور وائسرائے کا شکریه ادا کرنیکے لیے مجتمع ہوئے

ہیں" اثناے تقریر میں انہوں نے کہا کہ " دالان مسجد گویا واپس مل گیا " لفظ (گویا) دونوں جماعتوں کے لیے سب سے زیادہ دلچسپ اور قابل غور تھا - اس کے بعد انہوں نے تجویز شکریہ کے الفاظ پڑھکر سنالے -

بعض اصحاب کے اسباب معارضہ کی بنا پر غیر معمولی اختلاف کی آوازیں بلند کیں - جناب صدر و منشی احتشام علی صاحب و غیرہم نے یہ فرماکر اس اختلاف کو رفع کیا کہ " والسرائے کا یہ فیصلہ جہاں تک کہ اون کی خود ذات کا دخل و اثر ہے ' ضرور قابل شکریہ ہے کیونکہ حضور والسرائے مسائل نہیں جانتے اور جب ہمارا ہی ایک مستند عالم ایک صورت شرعی جو اسے اپنے نزدیک جائز سمجھی ' پیش کردی ' تو اس سے والسرائے کی ہمدردی میں سر موفرق نہیں آتا اور وہ ضرور قابل شکریہ ہیں " مگر باوجود اس کے جوش اسقدر غالب تھا کہ بحالت موجودہ رزولیوشن کو پاس کرنے سے انکار کردیا گیا ' اور اس رزولیوشن میں ترمیم چاہی گئی ' مگر چونکہ پلیٹ فارم پر اور کرسی صدارت کے ارد گرد اکثر ارباب ثروت اور ارباب جاہ اشخاص ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ اس رزولیوشن سے باوجہ یا بے وجہ مخالفت بھی نہیں کیا کرتے ' سنیے پاس پاس کا شور بلند کر دیا گیا - میں ایک غیر جانبدار پردیسی ہونے کی حیثیت سے اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رزولیوشن ہرگز جائز طریقہ سے پاس نہیں ہوا اور میری رائے میں موافق اور مخالف راؤں میں دو اور چار کا تناسب تھا -

اب مخالف پارٹی کے ایسے سر لے اسکے اور کچھہ چارہ نہ تھا ' کہ اسکے بعد ایک نیا رزولیوشن پیش کرے - چنانچہ ایک نیا رزولیوشن پیش کیا گیا جسکے صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں ' لیکن مفہوم یہ تھا کہ " حضور والسرائے سے درخواست کی جاے کہ وہ مسجد کو مثل پیشتر کے تعمیر کرنے کی اجازت دیں ' اور ہم کسی مسجد کا ہر حصہ خواہ کیسی ہی صورت ہو مگر غیر مصالح مسجد میں استعمال ناجائز سمجھتے ہیں "

سب سے زیادہ ملامت کی بوچھاڑ اس عالم پر کی گئی جسنے کسی وجہ سے اس فیصلہ کو جائز بتایا - اسکے بعد اون لوگوں کی ہمدردی اور کوششوں کے شکریہ کا رزولیوشن پیش کیا گیا جنہوں نے معاملات مسجد میں حصہ لیا تھا ' مگر پبلک نے بیک زبان آواز بلند کی کہ ہم اس کو واضح کریں اور سب کے نام مفصل جاننا چاہتے ہیں ' جسکا مفہوم سوالے اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ جناب مولوی عبد الباری صاحب کو اس میں شریک نہ کیا چاہیے -

جلسہ میں ایک عجیب قسم کی خراب اور جوش تھی ' اور لوگوں میں غیر معمولی جوش تھا - پبلک شکریہ کا اولی رزولیوشن بلا شرط پاس کرنے پر آمادہ نہ تھی -

راقم - ایک مہمان فرنگی محل

مصالحۂ کانپور

مسلمانان سندہ

ہم مسلمانان اہل سندہ اپنی جلیلۃ القدر خدمات اسلامیہ کا اعتراف کرتا اور ان خدمات دینیہ ملیہ کے سبب جو تکالیف و صعوبات آپکو پہونچی ہیں ' انمیں اپنے تئیں ہمدردی اپنا فرض دینی سمجھتے ہیں - بعد ازاں عرض پرداز ہیں کہ واقعۂ جانگداز اور حادثۂ ہائلۂ کانپور کے جو مہیب اثر اور صاعقے سی دنیا پھر

کے نہ فقط متمدن ممالک بلکہ چھوٹے چھوٹے قریوں تک میں بھی پیدا کر دی تھی ' وہ ہر ایک کو معلوم ہے - اسنے تاریخی تعدی اور جبر مذہبی و استبداد کی یاد دوبارہ نو مسلمانوں کے دلوں میں تازہ کردیا تھا - اور عام طور پر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مذہبی آزادی کا جو خیال تھا ' وہ ایک خواب پریشان یا اضغاث احلام معلوم ہونے لگا تھا - اس حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی امیدیں بجز حضور والسراے بہادر کے اور کسی سے بندھی نہ تھیں - کہ وہ اپنے ایام حکمرانی کو اس تاریخی داغ سیاہ سے بچالینگے - ہم متشکر ہیں حضور والسراے بہادر کے ' جنکے دل میں ہماری ان امیدوں کا عکس منعکس ہوا مگر اے واے ہماری شور بختی ! اور اے واے ہماری شومی قسمت ! کہ جو اچھہ حضور ممدوح کے دل میں ہمارے لیے انصاف فرمائی کا جذبہ پیدا ہوا ' وہ بھی اجتہادی غلطی کی آمیزش سے نہ بچ سکا ' جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو شریعت کا احترام کیا ' نہ ہمارے بیگناہ مقتول بھائیوں کے بہے ہوے خون کا خیال کیا - یعنی وہ حصہ مسجد کا جسکے بچانے کے واسطے ہمارے غیرت مند بھائیوں نے اپنا خون بہایا اور عزیز جانیں قربان کیں ' حکومت کی طرف سے اتنی شفقت اور دریا دلی دکھانے کے باوجود بھی نہ بچ سکا - اور اس قطعۂ زمین پر وہی سر مستئی تشدد اور ظالمانہ استبداد کے نشان و آثار قائم رہے -

ہم حضور والسراے کے اس نیک خیال کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو بالکلیہ بھلا دینا چاہئے - مگر کیا یہ عرض کرنا داخل گستاخی نہ ہوگا کہ جب حضور ہی نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے واسطے نہیں بھلایا اور گذشتہ علائم و آثار کو نہیں مٹایا تو پھر ہم اسطرح باوجود دیکھنے ان آثار و علائم کے اس واقعہ کو دل سے بھلا سکتے ہیں ؟

اگر حضور سچ مچ چاہتے ہیں کہ یہ واقعہ لوگوں کے دلوں سے محو ہوجاوے تو بجز اعادۂ صورت اصلیۂ حصۂ منہدمہ اور کوئی حیلہ نہیں - ہم حیران ہیں کہ بعض مسلمان اصحاب بے سوچے سمجھے کیا آپ شتاب خوشنودی و شکریہ کے رزولیوشن پاس کر کے حضور والسراے کو دھوکا دے رہے ہیں - یہ سچ ہے کہ جو اچھہ حضور والسراے نے اس معاملہ کے طے فرمانے کی غرض سے قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمالی ' اور جو اچھہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ اپنے زبان مبارک سے ہمدردی دکھالی ' لاریب قابل شکریہ و سزاوار ستائش ہے - مگر اسکے سوا جو کچھہ حصہ منہدمہ کے بارہ میں حضور نے فیصلہ صادر فرمایا ہے ' وہ ہرگز ہرگز ازروے احکام اسلام منظور کرنے کے قابل نہیں -

یہ جو مولانا عبد الباری صاحب دام برکاتہ نے اظہار فرمایا ہے کہ ہز آنر جناب بیلی قائم مقام لفٹنٹ گورنر کو حضور والسراے نے تاکید کی ہے کہ احکام اسلام کا ضرور لحاظ رکھیں - معلوم نہیں اس لحاظ رکھنے کا وقت کب آئیگا ؟ اگر اس تاکید کا جلوہ ظاہر ہونے والا ہے تو جلد ہونا چاہیے - ورنہ ہم یہ سب اچھہ زبانی جمع خرچ اور طفل تسلی سمجھینگے -

کیا منہدمہ حصہ بقول مولانا عبد الباری صاحب جزو مسجد نہیں تھا ؟ تھا اور یقیناً تھا - پھر کیا وجہ ہے جو اسکو عام گذرگاہ بنایا جاتا ہے ؟ کیوں فقط اسی ہوا پر ہمکو قبضہ دلایا جاتا ہے ؟ خبر نہیں وہ کونسی بات ہے جسکی بنا پر ہمارے بعض مسلمان اصحاب اس فیصلہ کو اطمینان بخش قرار دیتے ہیں ؟

ہمارے سچے جذبات پر ٹھوکر لگائی گئی ' ہماری اسلامی غیرت کو بدنام کیا گیا ' اور اس سچی غیرت کو جو لازمۂ مذہب پرستی ہے ' شور و شر ' فتنہ و فساد سے تعبیر کیا گیا - ہماری زبانوں

کو آہ و بکا کرنے سے روکا گیا - ہمارے واقعات نویس اقلام کو ہم سے چھینا گیا ' ہمارے معزز و موقر اخبارات کو سختی سے سخت صدمے پہونچائے گئے ' ہمارے دلی جذبات کے ترجمانوں کو ترجمانی جذبات سے روکا گیا ' ہمارے بعض قومی آرگنوں کو موت کے گھاٹ پہونچایا گیا ' باوجود اتنے شدائد و مصائب کے اس حصۂ مسجد سے بھی ہمکو محروم رکھا جاتا ہے ' اور فقط اس حصۂ ہوا پر ہمکو قبضہ دینا کافی سمجھا گیا ہے - فیا حسرتی و یا لہفی ! ہم نے اپنی جماعت کے اجلاس منعقدہ ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع میں یہ رزولیوشن پاس کیا ہے کہ "ہم مسلمانان اہل سندھ حضور وایسراے کی توجہات بندہ پرورانہ و الطاف شاہانہ کے شکرگذار ہیں ' مگر فیصلہ دربارہ حصہ مسجد کو غیر اطمینان بخش سمجھکر مستدعی ہیں کہ وہ بجنسہ ہمارے حوالے کیا جاوے تاکہ ہم اسکو صورت اصلی پر تعمیر کراکے اس واقعہ کی یاد دل سے بھلا دیں" -

راقم: میرزا شرافت حسین سکریٹری انجمن اتفاق
کراچی ' سندھ

کانپور کی ایک یادگار رات

۲۹ - اکتوبر کی گارڈن پارٹی اور جشن نشاط

یوں تو انسان دن کی روشنی اور رات کے اندھیری سے ہمیشہ ہی متاثر ہوا کرتا ہے مگر بعض دن اور بعض راتیں ایسی بھی گذر جاتی ہیں' جو باعتبار اپنے واقعات و نوعیت کے انسان کو مدتوں تک اپنی یاد سے خالی الذہن ہونے نہیں دیتیں -

۳۰ - اکتوبر کی رات بھی ایک ایسی ہی رات ہے جو کانپور کی تاریخ میں لکھے جانے کے قابل ہے -

البتہ طلائی حرفوں میں نہیں بلکہ واقعی سیاہ حرفوں میں !

رات کو بمقام ایسوسی ایشن گراونڈ ایک نہایت شاندار گارڈن پارٹی اور دعوت کا انتظام سوداگران چرم کانپور کی طرف سے کیا گیا تھا - دو قسم کے کارڈ انگریزی اور اردو میں لکھے ہوے تقسیم کیے گئے - میرے پاس اور برادر معظم جناب حکیم عبدالولی صاحب قبلہ کے پاس اردو لکھے ہوئے کارڈ آئے تھے ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا عبدالباری صاحب قبلہ - مسٹر مظہرالحق اور راجہ صاحب محمود آباد کی دعوت کے سلسلے میں مختلف شہروں کے مسلمان بھی مدعو کیے گئے ہیں -

لیکن انگریزی کارڈ میں جو اتفاق سے پارٹی میں پہونچکر میری نظر سے گذرا ' صرف گارڈن پارٹی کا بلاوا تھا - دعوت کا ذکر نہ تھا اور نہ یہی لکھا گیا تھا نہ یہ گارڈن پارٹی کس کے آنر میں دیگئی ہے ؟ پارٹی کے احاطے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلی غیر معمولی بات اُن یورپین حکام کی موجودگی نظر آئی ' جنکی جابرانہ اور غیر انصافانہ طرز حکومت پر تھوڑی ہی روز پیشتر صدائے احتجاج بلند کیجا رہی تھی !

دوسری چیز جو ایک اسلامی قلب کو ہلا دینے والی ثابت ہوئی' وہ پولیس کے اُن مسلمان عہدہ داروں کی شرکت تھی جو قبل اسکے بہت سے بے قصور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکے تھے !!

تیسرا منظر جو ایک مسلمان کو اُس پارٹی سے نفرت دلانے والا تھا ' وہ اُن حضرات والا شان اور خطاب یافتگان عالی مقام کی رونق افروزی تھی ' جو مسلمانوں کی مصیبت کیوقت کانپور سے ایسے غائب رہے تھے ' جیسے غدر کیوقت واجد علی شاہ لکھنؤ سے ' اور آج اِس پارٹی میں شریک ہوکر گویا زبان حال سے فرما رہے تھے کہ " ہم لوگ تو صرف خوشی ہی کے ساتھی ہیں - غم اٹھائیں بد بخت مسلمان "

لیکن باوجود اِن تمام غیر مستحق اشخاص کی موجودگی کے جو پارٹی اور ڈائیننگ ہال میں اہلے گہلے پھر رہے تھے ' ہم مطمئن ہوجاتے اگر وہ بے قصور ایک سو چھہ کلمہ گو بھی (جو تین مہینہ کی قید کی مصیبت جھیلکر حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر وایسراے ہند کے انصاف اور رحم دلی کی داد دیتے ہوے اپنے بچھڑے ہوئے عزیزوں سے ملے) اس دعوت میں شریک کر لیے جاتے لیکن صدمہ اور افسوس ہے تو اس بات کا ہے کہ ہمارے اُن ہر دلعزیز بھائیوں کو دعوت میں بلانا تو درکنار اُن بیچاروں کے ساتھہ ایسی سختی برتی گئی کہ اُنہیں میں کے چند مسلمانوں کو جو صرف مسٹر مظہر الحق کو دیکھکر اُنکا شکریہ ادا کرنا اور اپنا دل خوش کرنا چاہتے تھے ' پھاٹک کے اندر تک آنے کی اجازت بھی نہ دیگئی اور نہایت بیجا طریقہ سے اُن لوگوں کو باہر نکال دیا گیا !!

خدا سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں غیرت ' حمیت ' سچائی ' اور ایثار نفسی پیدا ہو - یہی اسلام کے سچے اصول ہیں اور انہیں اصولوں کو جو قوم مد نظر رکھیگی ' وہی میدان ہستی میں قدم بڑھاتی ہوئی کامیاب نظر آئیگی !!

راقم حکیم عبد القوی (لکھنو)

اُردو کا سرخ کارڈ میرے نام بھی آیا تھا ' اسمیں مسٹر مظہرالحق' سر راجہ صاحب محمود آباد ' اور جناب مولانا عبد الباری کے اعزاز میں پارٹی اور ڈنر کا دینا ظاہر کیا تھا - مگر میں نے اسکے پشت پر یہ شعر لکھکر واپس بھیجدیا :

ما خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست !

شاید ایسا کرنا رسم وراہ تہذیب کے خلاف تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے مجنونانہ جذبات سے مجبور ہوں ' اور کیا کروں کہ نغموں کا نہیں بلکہ ماتم کی فریادوں کا عادی رہا ہوں - کوئی صحبت آہ و بکا ہوتی تو جاتا - عیش و نشاط کی کم جوہوں کے لائق نہیں :

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے * غم آوارگی ہاے صبا کیا

جس شہادت آباد کانپور میں خون کے دھبے اب بھی تلاش کرنے سے ملسکتے ہیں ' وہاں اسقدر جلد " بھولنے " کی تعلیم پر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا :

هنیأ لارباب النعیم نعیمها
و للعاشق المسکین ما یتجرع

میں صبر کیے خاموش تھا - آپنے یہ خط لکھکر میرے خیالات میں ایسی جنبش پیدا کردی ہے کہ اگر ضبط نہ کروں تو نہیں معلوم کیا کیا لکھہ جاؤں ؟ جبکہ گارڈن پارٹی میں بینڈ کے نشاط انگیز نغمات بلند ہو رہے تھے ' تو اُس وقت کتنے انسان تھے' جنکے کانوں میں موت اور احتضار کی اُن چیخوں کی بھی صدا آتی تھی ' جو ۳ - اگست کو مچھلی بازار میں بے بسی کی ایڑیاں رگڑتے ہوے

نکلے ہي فرزندان توحید کي خشک زبانوں سے نکلي ہوگي ؟ جانے دیجیے - اپنے کاموں میں مصروف رہیے - دنیا عقلمندی میں بہت بڑہ گئي ہے اور میں دیوانہ ہوں !

در بادیہ تشنگاں بمردند
وز دجلہ بہ مکہ می رود آب !

اردو انگریزی کارڈوں کے اختلاف مضمون کا حال سب سے پہلے مجھے مسٹر مظہر الحق سے معلوم ہوا - انکے پاس بھی اردو ہی کا کارڈ آیا تھا - عین پارٹي میں انکو انگریزی کارڈ کے مضمون کي خبر ہوئي - اسمیں اِن تینوں بزرگوں کا بالکل ذکر نہ تھا ' بلکہ صرف یہ تہا کہ حضور ویسرائے کی تشریف آوری کی خوشي میں یہ پارٹی دي گئی ہے !

مجھے ذاتي طور پر معلوم ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے بعض اشخاص کانپور کو پارٹي سے پہلے لکھدیا تھا کہ اُن حکام کو جلسے میں بلانے کي کوشش بہتر نہ ہوگي ' جو مسلمانوں کیلیے اپنے نظارے میں ایک درد انگیز داستان کي یاد رکھتے ہیں -

میں نے یہ بھي سنا ہے کہ جلسے میں شاید کسي شخص نے بعض حکام سے یہ بھي کہا کہ " ہمکو اردو کارڈ کا حال معلوم نہ تھا - اگر معلوم ہوتا کہ یہ پارٹي اِن لوگوں کے اعزاز میں دي گئی ہے تو ہم کبھي نہ آتے "

حضرات کانپور کي یہ ستم ظریفي بھي قابل داد ہے کہ ایک طرف تو حکام کو اردو کارڈ کے مضمون سے بے خبري کي شکایت ہے ' دوسري طرف آپ کو انگریزي کارڈ کي بے خبری پر افسوس - شاکي دونوں ہیں اور دونوں کي شکایت بھي یکساں ! صحبت ہو ہوگئي - اب دونوں فریق اپني اپني شکایتوں کا موازنہ کر لیں :

کہتے ہیں کہ وہ بھي بھي کہتے ہیں 'کروں کیا
کہتے ہو نہ دلجو لیے اعدا نہ کرو تم !

اوکو جن امور کی شکایت ہے اب اسکي نسبت کیا کہوں ؟ اپني اپني طبیعت اور اپنا اپنا اصول ہے - لیکن معاف فرمایئےکا - جناب راجہ صاحب محمود اباد ' مسٹر مظہرالحق ' اور مولانا عبدالباری کو مجبور کیوں کہ انہي کیلیے دعوت کا دینا ظاہر کیا گیا تھا ' اور نہ جانے کو لوگوں کي دلشکني ہوتي ' مگر آپ کو اور جناب حکیم صاحب کو کونسي مجبوري پیش آگئی تھي کہ با وجود ان حالات کے حسن و اثر کے ' شریک صحبت ہے اور اب بعد اختتام صحبت اسکي شکایت ہے ؟ بات بعد دیگرے آپے تین درد انگیز اور ضبط کا منظر دیکھ ' جنکي آپ تعمیل کی ہے ' لیکن بالآخر ان تینوں مرحلوں سے اب بھي عالم اسي حال گذر ہي گئے اور کوئي منزل بھي اپنے مجلس کی رنگینیوں سے الگ نہ کرسکي !

اي تماشاگہ نہ در شہر شما بود شرود !

اگر اپني جگہہ میں ہوا اور یہ دلفریب وہ مناظر سامنے ہوتے ' تو بلا ادنی تامل وہاں سے اٹھکر چلدیتا اور چلتے چلتے ہوتے شخص مل جاتے ' انکو بھی ہمراہ لے اپنے ساتھ لیجاتا :

ہمہ مستوري و مي گردي بیا عوض تو ہم ؟
لطف مستوري ' بود ' لیکن پاسے را رفتار نیست !

کن بدأ ' لا نسی لسا ؟ - سچي شکایت عمل سے ہوني چاہیے نہ کہ زبان سے - آپ دالخر ڈنر میں بھي شریک ہوے اور متحملین حادثہ کو - انکے شکریے کي تحریک کي - بقول آپکے مناظر ثلاثہ سے پہر او پیش آئے تھے - رات تک آپنے ضبط پرنظر کیا اور کیا مجبوري تھي ؟

میں نے سنا ہے کہ ایک سو چھہ آدمیوں میں سے بھی جو لوگ پارٹی اور ڈنر میں شریک کیے جاسکتے تھے ' انکو شریک کیا گیا تھا - مولوی عبد القادر صاحب آزاد سبحاني پارٹی اور ڈنر ' دونوں میں شریک کیے گئے تھے - البتہ ان میں سے عام لوگوں کو نہیں شریک کیا تھا عذر یہ ہے کہ یہ دونوں صحبتیں آداب ورسوم صحبت کي متقاضی ' اور انکے لیے وہ موزوں نہ تھے - رات کو مجلس میلاد میں سب کو شریک کیا گیا تھا -

---

مصالحۂ مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

از جناب مولوي حکیم محمد رضوان صاحب

محمود الالسنۃ و الافواہ - محمود الاقران و الاشباہ - محترمي جناب مولانا زید مجدکم - سلام مسنون - فیصلۂ کانپور کے متعلق میں نے موافق اور مخالف دونو قسم کي رائیں غور اور اطمینان سے پڑھیں - عرصہ سے اس خیال میں ہوں کہ اپني ناچیز رائے سے اہل ملک کو آگاہ کروں لیکن کثرت کار اور ہجوم افکار سے اسقدر عدیم الفرصت رہا کہ کچھہ نہ لکھہ سکا - اگرچہ میري مشغولي کا ابتک وہي عالم ہے لیکن زیادہ تاخیر میں وقت کے گذر جانے کا اندیشہ ہے اسلیے چند سطریں لکھکر حاضر خدمت کرتا ہوں - اگر جناب مناسب خیال فرمالیں تو الہلال کے کسي کالم میں درج کردیں -

اس میں کچھہ شک نہیں کہ ۱۴ - اکتوبر کا مبارک دن انگریزي عہد حکومت میں یادگار روز ہے جس کي مسرت خیز یاد کا مسلمانوں کے دل و دماغ سے مٹنا دشوار ہے - اس یوم سعید میں حضور ویسرائے بہادر نے مسلمانوں کے ساتھہ جو شریفانہ سلوک کیے ' جس سیر چشمي سے اپني عنایت و کرم گستري کا بین ثبوت دیا ' اور جس مردانگي سے ایک سو چھہ گرفتاران بلا کو قید غم سے آزاد فرمایا ' انکي شکر گزاري سے ہماري زبانیں عاجز ہیں اور جسطرح اسوقت تمام قومیں حضور ممدوح کي ثنا خواں ہیں اسي طرح انکي آیندہ نسلیں بھي جناب موصوف کي نیکي ' انسانیت ' انصاف پسندي ' اور صلح جوئي کي ہمیشہ توصیف کرینگی - اگرچہ اینگلو انڈین اخبارات اپنے تعصب سے اس مدبرانہ انصاف کي غلط تعبیر کر رہے ہیں اور حضور نائب کشور ہند کی مربیانہ فیاضي اور عنایت کو کمزوري اور بزدلي بتا رہے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ :

رموز مملکت خویش خسروان دانند

حضور ویسرائے نے رحم و عدالت کي سب سے زبردست طاقت سے جسقدر قلوب کو مسخر کر لیا ہے اور جتنے دلوں پر بزرگي رعب و جلال کا سکہ جما دیا ہے ' اگر اسکي جگہ اپني ساري بحري و بري قوت کو صرف کر دیتے تو بھي اس محبت اور خلوص کا حصول نا ممکن تھا -

حضور ویسرائے کے علاوہ اور جن جن حضرات نے مسلمانوں کی دستگیري اور غمگساري فرمائي ' وہ سب کے سب صد عزت و تشکر کے لائق ہیں - یعنی اس موقع پر مسلمانوں کے عدیم النظیر مربي و سرپرست جناب مسٹر مظہرالحق و جناب مسٹر فضل الرحمن کے نام نامي کے لیے بغیر نہیں رہسکتا جنہوں نے اسیران مذہب کي اعانت کیلیے اسوقت ہاتھہ دراز کیا ' جب ان کي عزت و حرمت کا بجز رحمت الہي کے کوئي محافظ نہ تھا - جب مسلمانوں کي اندھا

دھند گرفتاریاں ہو رہی تھیں، جب وارنٹ بے نکان مجرموں کے نام نکل رہے تھے، جب مجروحین کے کاری زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے، جب ننھے معصوم بچے بستر مرگ پر دم توڑ رہے تھے، اسوقت سب سے پہلے غیرت و حمیت کا شعلہ انہی کے مبارک سینوں میں مشتعل ہوا اور بعدہ ان کے شراروں سے ہر شخص نے اپنی قابلیت و استعداد اور قوت کے موافق حصہ حاصل کیا - اس نازک اور اہم موقع پر معزز اڈیٹر الہلال، ہمدرد، زمیندار، اور مرحوم مسلم گزٹ نے جو مذہبی اور قومی خدمت انجام دی، اسکی یاد بھی ہنوز مسلمانوں کے دلوں میں تازہ ہے اور اس کی سپاسگزاری سے مسلمان کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے -

ان تمامتر واقعات میں سب سے زیادہ فخر و شکر کے لائق یہ بات ہے کہ ہماری کوششیں بیکار نہیں ثابت ہوئیں، ہماری پراگندہ طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہوگئیں، ہماری مجموعی قوت کا آخر الامر دنیا نے اعتراف کیا، ہماری تقریروں نے نہ صرف ظاہری عمارتوں کو بلکہ دلوں کے کنگروں کو ہلادیا، اور ہماری تحریروں نے نئے دور کا سنگ بنیاد رکھا - فلہ الحمد و الکبریاء - کون جانتا تھا کہ آج کے بعد کل کیا ہونیوالا ہے، اور کسکو علم تھا کہ مستقبل ایام ماضیہ کی تاریکی اور ظلم کو دور کر دینیوالا ہے ؟

یہانتک جو کچھہ عرض کیا گیا وہ بطور تمہید کے تھا - اصل مقصد کے متعلق یہ گذارش ہے کہ فیصلہ کانپور کی نسبت خود مسلمانوں کے مختلف خیالات ہیں - زمیندار، ہمدرد، و دیگر اسلامی اخبارات کے اڈیٹر فیصلہ کے ہر جزو کو قابل اطمینان بتاتے ہیں - آنریبل سید رضا علی نے اس پر ایک مجمع کے سامنے اظہار مسرت کیا ہے - مسٹر مظہر الحق کے مطمئن ہونے کی خبر زمیندار نے کسی اشاعت میں درج کی گئی ہے - فرنگی محل کے آستانہ سے جو صدا بلند ہوئی ہے اس میں گو یہ فیصلہ قابل تعریف نہیں بتایا گیا، تاہم سر نیا زخم کردینے کی ہدایت کیگئی ہے -

لیکن بہت سے مسلمان فیصلہ کے اس جزے جس کا تعلق مسجد کے ساتھہ ہے، مختلف نظر آئے ہیں - اِن تمام مسلمانوں میں معزز اڈیٹر (الہلال) خصوصیت سے قابل الذکر ہیں جنہوں نے حق کے اعلان میں ذرا کوتا ہی نفرمائی اور شریعت اسلامی کے زبردست قانون کا کمال آزادی سے اظہار کرتے ہوئے زمین مسجد کے مطالبہ کو قائم رکھا -

اڈیٹر (الہلال) کی یہی وہ فضیلت ہے جو ہزاروں، لاکھوں قلوب کو بجلی کی سرعت سے اپنی طرف کھینچ رہی ہے !!

فیصلہ مسجد کی صحت کے متعلق سب سے زیادہ قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ یہ مذہبی قضیہ کس اعتبار سے طے ہوا ہے اور مبادی صلح میں کن پہلوؤں پر خیال کیا گیا ہے ؟ اگر اسکی بنیاد سیاسی حکمت عملی یا اپنے ضعف و نا توانی و نا کامی اور نامرادی کے خیال پر قائم کیگئی ہے تو شاید ہم بھی یہ کہنے کیلیے طیار ہو جائیں کہ بہت خوب، بجا اور درست ہے - لیکن اگر اُن تمام خیالات کے ساتھہ مذہب کا بھی جوڑ لگایا گیا ہے تو بجز اپنی اور مسلمانوں کی بد قسمتی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے - کیونکہ مذہب اسلام میں مسجد کا کوئی حصہ مصالح مسجد کے سوا عام راستہ یا دوسرے کسی مقصد میں نہیں لایا جاسکتا -

میں سخت متحیر ہوں کہ جن مسلمانوں نے مسجد کے اس فیصلہ کو بہ طیب خاطر منظور فرمایا ہے انہوں نے جناب مسٹن صاحب بہادر کے فیصلۂ معارضہ کو کیوں نا منظور کردیا تھا - حالانکہ اُس فیصلہ میں دو تین باتیں ایسی موجود تھیں جو اس میں ہرگز نہیں پائی جاتیں -

(۱) مسجد کے شمالی طرف ایک معتد بہ حصۂ زمین کا ملنا -

(۲) گورنمنٹ عالیہ کا اس پر اپنی طرف سے عمارت بنانا -

(۳) اُس حصہ کا من کل الوجوہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجانا -

اور اس فیصلہ کی نوعیت جہانتک اخبارات سے معلوم ہوسکی یہ ہے کہ اصل نزاعی حصہ رہگذر عام میں اسی طرح شامل ہے صرف اسکے اوپر آٹھہ فٹ بلند ایک چھجہ بنا کر وضو خانہ یا دالان بنانے کی اجازت دیگئی ہے - اس عمارت کو متولی اپنے صرف اور اپنے روپیہ سے طیار کرائینگے اور زمین کی ملکیت کا مسئلہ نہایت اجمال اور ابہام میں رکھا گیا ہے جس سے کسی نتیجہ پر پہنچنا بہت دشوار ہے - بہرحال اب ان باتوں کا وقت نہیں - شریک معاملہ حضرات نے جن امور کو مناسب سمجھا ان پر عمل فرمایا اور اپنی بے لوث مخلصانہ خدمتوں سے مسلمانوں کو رہین منت کیا - جو لوگ ان کا شکوہ کرتے ہیں میرے نزدیک سخت غلطی پر ہیں - البتہ قابل غور یہ سوال ہے کہ مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہئیے اور کونسے جائز اور مناسب طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن میں مسلمانوں کی حقیقی اور اصلی کامیابی کا راز مضمر ہو -

امید ہے کہ معزز و محترم اڈیٹر الہلال اور دیگر بزرگان قوم اسطرف خاص توجہ فرماکر مسئلہ مذکورہ پر روشنی ڈالینگے -

عید اضحی اور انجمن خدام کعبہ

ہر مسلمان کی دینی جوش کی امتحان کا وقت ہے

(۱)

ہم بارہا بصراحت، دہرا چکے ہیں کہ یہہ تحریک محض مذہبی ہے، اسکو کسی سیاسی قضایا سے کوئی سروکار نہیں، مگر سچ ہے کہ حیلہ جو اور بزدل اور عقبیٰ فراموش و دین فروش بد نصیبوں کے لئے آخر کوئی بہانا تو ضرور چاہیے - اللہ انکو توفیق عمل عنایت فرمائے - جو اخوان ملت اس آواز کے منتظر ہیں، ہم انکو یاد دلاتے ہیں کہ انکی امتحان اور انکی ایفاے عہد کا وقت آ گیا - آج یوم الحج ہے اور عید الضحیٰ (ضحیٰ) ہے - سنت ابراهیمی کی ساتھہ حرمین شریفین کے لئے بھی تھوڑی سی قربانی آج چاہیے -

اگر آپ انجمن کی سلسلہ میں داخل ہوگئی ہیں تو جزاک اللہ - اس عہد کو یاد فرمائیے جو داخلہ کے وقت حلفاً آپنے کیا تھا - جو حضرت ہنوز کسی نہ کسی وجہ سے داخل سلسلہ نہیں ہوے اُنکو دعوت دیجئے - عید الضحیٰ (اضحیٰ) کی دن ہر ایک خادم کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنی جوش ایمانی کو بجاے خود آزماے اور تجربہ کرے کہ وہ کچھہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اسکی اندر شعلہ مذہبی پیدا ہوا یا نہیں ؟ اسکی غیرت کو کچھہ حرکت پیدا ہوئی یا نہیں ؟

خاکساران

محمد عبد الباری فرنگی محلی خادم الخدام جمعیت اصلیہ انجمن خدام کعبہ دہلی

شوکت علی بی اے معتمد خادم الخدام